۷۸۶

غوثِ اعظم درمیانِ اولیاء چوں جنابِ مصطفےٰ در انبیاء

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ یعنی تم حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ لوگوں کو

خدا کے راستہ کی طرف دعوت دو

# تحفۂ فقیری

مصنف

## حافظ محمد صابر خاں

قادری چشتی ابوالعلائی

نازاں ہوں غلامی پر اپنی ہے فخر مجھے اس نسبت پر
ترے در کی گدائی کافی ہے اب شاہی کی تمنا کون کرے






| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | تحفۂ فقیری |
| نام مصنف | : | حافظ محمد صابر عابدی قادری چشتی ابوالعلائی |
| سن اشاعت | : | ۲۰۰۹ء |
| تعداد اشاعت | : | 500 |
| اشاعت | : | بارِ اوّل |
| قیمت | : | 30 روپئے |
| ضخامت | : | 80/صفحات |
| سائز | : | 20x30=16 |
| طباعت | : | گلوبل کمپیوٹرس اینڈ پرنٹرس، رام گنج بازار، جے پور فون:- 9460866130, (0141)3215359 |
| ناشر | : | ہمدرد دواخانہ ۳۱۲، رام گنج بازار، جے پور |

ملنے کا پتہ

ایجنسی **ہمدرد دواخانہ** ۳۱۲، رام گنج بازار، جے پور

# گذارش

**نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم**

**امّا بعد!** حضرات اس دور کے حالاتِ حاضرہ کو مدّنظر رکھتے ہوئے خیال ہوتا ہے کہ اس دور میں سلسلۂ طریقت سے نوعمر لوگوں میں تو بالکل ہی ذوق وشوق نہیں، دوسرے یہ کہ وہ اردو سے بھی وابستہ نہیں، لیکن حروف والفاظ کی صحیح ادائیگی کا خیال رکھتے ہوئے اردو ہی میں لکھنے کا شوق ہوا۔ اپنی محنت اور کاوش یہی رہی ہے کہ ہر شخص آج وقت کم اور ذوق رکھتا ہے شوق بھی کم رکھتا ہے اور کتاب خریدنے کے لیے بھی قیمت زیادہ، کیوں کہ کتابت اور چھپائی وکاغذ سب کچھ بہت گراں قدر ہے، اپنی کوشش میں زیادہ تر طریقت کی مدلّل کتابیں جن کا حوالہ میں نے کتاب میں دے دیا ہے جیسے ''کشف المحجوب''، سیر الاولیاء، سیرت فخر العارفین اور بہت سی کتابیں جن سے مخصوص عنوان لے کر ایک کتابی شکل دے رہا ہوں۔ خدا بزرگ برتر میری اس کوشش کو قبول فرمائے اور باعثِ نجات بنائے۔ آمین۔

**حافظ محمد صابر عابدی**
قادری چشتی ابوالعلائی ٹونکی
۲۷؍ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ۔ مطابق یکم اگست ۱۹۹۷ء
بمقام: جالوپورہ، جے پور، راجستھان

# صدقۂ پیرومُرشد

یہ غلام محمد صابر عابدی اپنے پیرومرشد حضرت شاہ سید عابد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا غلام ہے جو کہ اجمیر شریف کے رہنے والے تھے اور جے پور میں انہوں نے تقریباً بیس برس خدمتِ خلق کی۔ بیشتر وہ جیپور میں پھوٹا کھرّہ سے نیچے کمہاروں کی ندی میں ایک جگہ ہے جہاں ایک سلائی مشین کی دوکان پر بیٹھ کر عرصۂ دراز تک خدمتِ خلق کرتے رہے بعدہٗ جل محل کچی بستی میں اپنی گزر بسر کرتے رہے۔ ۱۹۹۳ء ۱۳؍فروری بروز سنیچر بیس ۲۰ شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ اکیسویں شب رات نو سوا نو بجے وصال فرمایا۔

مزارِ اقدس محمد لطیف صاحب حکیم جی کی بغیچی، شانتی نگر، ہٹواڑہ روڈ، ایس. ڈسپینسری کے پیچھے (جے پور۔ راجستھان)

☆☆☆

# اصلها ثابتٌ وفرعها فی السماء

جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ مضبوط ہے اور شاخیں آسمان میں ہیں۔

## مناجاتِ عربی

**لاحدٍ**

اِلٰهِیْ اَنْتَ ذُوْ رَحْمٍ تَرَحَّمْ
اے اللہ تو رحیم ہے رحم فرما
عَلٰی مَنْ یَّسْتَحِقُّوْنَ الْهَلَاکَ
مستحق ہلاکت پر رحم فرما
فَاِنِّیْ مُذْنَبٌ عَاصٍ اَسِیْرٍ
میں گنہگار اسیرِ نفس ہوں
وَعَبْدٌ عَاجِزٌ مِنْ مُبْتَلَاکٍ
مگر تیری محبت میں یہ بندہ عاجز و مُبتلا ہے۔

☆☆☆



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## ثبوت بیعت ☆ وفائدہ بیعت

**اصطلاح** صوفیاء میں مرشد کے ہاتھ پر مکمل اتباع وفرمانبرداری سے عہد و پیمان کا نام بیعت ہے۔

جس کو عام طور سے پیری مریدی کہا جاتا ہے، جس کے جواز و شرع ہونے پر قرآن کریم کی بہت سی آیتوں اور احادیثِ پاک سے ثبوت ملتا ہے۔آیت: **اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ تا اَیْدِیْهِمْ** پ۲۶ سورۂ فتح

**آیت**: یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَاءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ الخ غفور رحیم تک پ۲۸ سورۂ ممتحنہ

**ترجمہ**: بے شک جو لوگ (اے رسولؐ) تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ موقع صلح حدیبیہ وبیعتِ رضوان۔

**ترجمہ**: اے نبیؐ جب تمہارے حضور مومن عورتیں اس بات کی بیعت کرنے کے لیے آئیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کریں گی اور چوری نہ کریں گی اور زنا نہ کریں گی اور اپنی اولاد کو قتل نہ

کریں گی اور اپنے ہاتھوں اور پیروں کے درمیان گڑھ کر کسی پر بہتان نہ لگائیں گی اور کسی حکمِ شریعت میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی ،تو ان عورتوں سے بیعت لو اور ان کے لیے مغفرت چاہو اللہ سے ۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے ( بموقع فتح مکہ )

**حدیث**: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کریم کی ایک جماعت سے جو اس وقت حاضر تھی یہ فرمایا کہ تم لوگ مجھ سے بیعت کرو! اس بات پر کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے اور چوری نہ کرو گے اور زنا نہ کرو گے اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے اور اپنے آپ سے گھڑ کر کسی پر بہتان نہ لگاؤ گے اور کسی حکمِ شریعت میں نافرمانی نہ کرو گے۔ تو ہم سب حاضرین صحابہ نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے بیعت کی ( بخاری و مسلم )

**فائدہ** : مذکورہ بالا آیتوں اور حدیثِ پاک سے صاف ظاہر ہے کہ مُرشد کے ہاتھ پر اتباعِ شریعت و تزکیۂ نفس کے عہد و پیمان کا نام ہی بیعت ہے اور انہیں مشائخ طریقت کی بیعت ہے جس کو عرفِ عام میں پیری مریدی کہا جاتا ہے۔



**نیز** بیعت کا فائدہ یہ ہے کہ بیعت ہونے کے وقت مرید بہ وقتِ بیعت گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو جاتا ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ سے بے گناہ پیدا ہوا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اُن مومنین سے راضی و خوش ہو جاتا ہے جو اپنے مرشد سے اخلاص کے ساتھ بیعت ہو جاتا ہے۔ اور یہی بیعت قُربِ خداوندی اور رضائے الٰہی کا سبب ہے۔

يَـاأَيَّتُهَـا الـنَّـفْـسُ الْـمُـطْـمَـئِنَّةُ ارْجِعِيْ اِلٰی...... قرآن پ۔۳۰ سورۂ فجر

**ترجمہ** :

اے دلِ گیرد دامنِ سلطانِ اولیاء
یعنی حسین ابن علی جان اولیاء



# ہدایاتِ مُرشد

۱۔ ہر مرید پر لازم ہے کہ وہ نماز پنج گانہ کا پابند رہے اور جہاں تک ممکن ہو باجماعت ادا کرتا رہے۔ کاروبار کی مجبوری یا مرض کی حالت میں جس جگہ نماز کا وقت آجائے بغیر جماعت ہی سہی مگر وقت پر قضا ہونے سے اوّل ہی ادا کریں۔

**تارک الصلاۃ مرید:** ظاہری و باطنی فیض و برکت سے اور اپنے پیرانِ طریقت کی رضامندی سے و امداد و اعانت سے محروم رہتے ہیں۔

۲۔ مرید کو لازم ہے کہ نمازِ تہجّد کی عادت قائم و دائم رکھنے کی کوشش کریں یہ بڑی فیض و برکت والی نماز ہے۔

اس نماز سے دل منوّر ہو جاتا ہے، دل کی سیاہی دور ہو جاتی ہے۔ چہرہ نورانی ہو جاتا ہے، رزق میں برکت ہوتی ہے، اسبابِ معیشت غیب سے مہیّا ہو جاتے ہیں اس کے علاوہ اور بھی بہت سے بہت فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں۔

ہر مرید کو چاہیے کہ ہر فرض کو پوری پوری طرح سے وقت پر ادا



کرتا رہے اور سنتِ رسول ﷺ پر خود بھی چلے اور متعلقین کو بھی اس کی تاکید کرتا رہے۔ کسبِ معاش میں حلال رزق کی سعی کرے اور مالِ حرام سے اور معیشتِ حرام سے بالکل پرہیز کرے۔

مالِ حرام میں برکت نہیں ہوتی اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور نیک اعمال اور مقبولیتِ دعا سے محرومی ہوتی ہے اور آخرت میں عذاب کا ذریعہ ہوگا۔

جھوٹ، غیبت، فحش گوئی، اور آنکھوں کو نظرِ حرام سے اور کانوں کو لغو و غیبت سننے سے اور دل کو حسد و بغض سے کینہ اور خیالاتِ فاسدہ سے محفوظ رکھے اور خدا عالم الغیب کو ہر وقت اور ہر جگہ حاضر و ناظر جانے اور اس کے خوف سے ڈرے۔ اس بات کا خیال رکھے کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو، اپنے آپ کو خلق کا خادم غلام سمجھے، مخدوم ہونے کا خیال بھی دل میں نہ لائے، جسمانی طور پر دنیا کا کام اور دل سے خدا کی یاد کرتا رہے، رحمتِ الٰہی سے کبھی مایوس نہ ہو، اور رابطۂ شیخ مضبوط رکھے، اپنے گناہوں سے توبہ کرتا رہے، موت کو ہمیشہ یاد رکھے۔

تلاوتِ قرآن و ذکرِ مشائخ و مراقبہ اپنے پیرانِ طریقت کا کرتا رہے۔

ہے درِ شاہِ جہانگیر آج ایدل دہر میں
بے ٹھکانوں کا ٹھکانہ اسے بھولیں کس طرح

# نفس بیعت

(بہ حوالہ سیرت فخر العارفین)

میرے آقا و مولا حضرت سید شاہ محمد عبدالحئی قبلہ قدس سرّہ العزیز فرماتے ہیں کہ نفس بیعت کے متعلق علمائے ظواہر کا اختلاف ہے بعض تو مباح اور بعض مستحب اور بعض بیعت کے مسنون ہونے کے قائل ہیں لیکن حضرات صوفیائے کرام بالاتفاق اس کے وجوب کے قائل ہیں جس طرح کے حضرات انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا فرض ہے اور روزہ، نماز، فرض ہے اسی طرح مرید ہونا واجب ہے اور یہ واجب بمعنی فرض ہے۔

بات یہ ہے کہ بیعت کی ضرورت کا جس نے جتنا ادراک و احساس کیا اسی قدر اس کی اہمیت کا اور اعلیٰ مرتبہ کا قائل ہوا۔

(بحوالہ سیرت فخر العارفین)

فرمایا حضرت قبلہ عبدالحئی چاٹ گاؤں بنگال رحمۃ اللہ علیہ نے تیس برس سے ہم لوگوں کو مرید، و تعلیم، تلقین کرتے ہیں مگر اب ہمیں معلوم ہوا کہ مریدی کا حق، حق سبحانہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیا پایہ اور کیا مرتبہ رکھتا ہے، اسی وجہ سے حضراتِ صوفیائے کرام اس کے وجوب کے قائل ہیں اور دلائل ہر ایک کے کتب فن میں تحریر ہیں۔ (بحوالہ سیرت فخر العارفین)



# حضرت قبلہ عبدالحئی چاٹ گام (بنگال شریف)

**مریدی کلمة الحق ہے۔**

مریدی کلمۃ الحق ہے، حضرت نے فرمایا ہم جو ہر ایک کو مرید کر لیتے ہیں تو یوں سمجھئے کہ اللہ کے بندوں کو مکتب میں بٹھا لیتے ہیں اب جس کے جو نصیب میں ہوگا ویسا ہو جائے گا۔

یہ سنت نبی ﷺ ہے کہ آپ کے پاس جو کوئی آیا آپ نے اسے کلمۃ الحق تلقین فرما کر داخلِ اسلام فرمایا اسلام قبول کرنے والوں میں جو جس کے نصیب میں تھا وہ ہوا۔

ان ہی میں سے حضرت خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابی ہوئے ہیں اور انہیں اسلام قبول کرنے والوں میں ایسے بھی تھے کہ منافق نکلے اور ایسے بھی تھے کہ آپ کے سامنے اور آپ کے بعد مرتد ہو گئے۔ مگر جس نے بھی اسلام قبول کرنا چاہا آپ نے کسی سے بھی انکار نہیں فرمایا اور نہ کسی سے اسلام واپس لیا پس اگر کوئی مریدی سے انکار کرے تو ہم کہیں گے کہ ہم دے سکتے ہیں لے نہیں سکتے۔ اگر کوئی مرید رہنا نہیں چاہتا نہ رہے

خدا اسے سمجھ لے گا۔

پنجۂ پیر نقش اللہ ہست = سے ازیں رمز ہر کس آگاہ ہست

از ید اللہ فوق ایدیھم = شد یقینم کہ مرشد اللہ ہست

## امیّ مریدین

ارشاد فرمایا مرے مریدوں میں بغیر پڑھے لکھے لوگ زیادہ ہیں، بعض وقت ایسا خیال ہوتا ہے کہ ان سے دنیا میں کوئی اچھا کام ہوسکتا ہے یا نہیں، مگر ساتھ ہی جنگِ بدر کا واقعہ یاد آتا ہے کہ اس جہاد میں دو کم عمر لڑکے آئے اور صحابہ کرام سے دریافت کیا کہ ہمارے آقا محمد رّسول اللہ ﷺ کا دشمن ابو جہل کہاں ہے شناخت اور پہچان کرا دیجئے۔

پھر اسلام کے ان دو جاں بازوں نے آنِ واحد میں اسلام کے سب سے بڑے دشمن ابو جہل کو قتل کر ڈالا جس کے بعد میدان صاف تھا۔ ایسی قدرتِ کاملہ کے سامنے سرنگوں ہونا پڑتا ہے کہ ان امیّوں سے کوئی اچھا فعل صادر ہو۔ واللہ اعلم

مقامِ خواجہ برتر از گمانِ است

بروں از حدّ تقصیر و بیان است



# بیانِ نماز

## پیر کیسا ہونا چاہیئے

پیر وسیلہ در وسیلہ حضرت رسول مقبول ﷺ کا نائب ہے اور آپ کا نائب تارک الصلٰوۃ یعنی بے نمازی ہو وہ مسلمانوں کا پیر نہیں ہوسکتا اور نیابتِ رسول ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کا پیر کوئی کام خلافِ شرع نہیں کرسکتا کیوں کہ وہ نائبِ رسول ہے، بے نمازی ولی ہو نہیں سکتا، سالک یعنی ہوشمند فقیر پر نماز فرض ہے اس لیے خدا کا ڈر جسے نہ ہو اس سے ڈرو۔

## پیر کون ہوسکتا ہے؟

پیر ہونے کے لائق وہی شخص ہے جس کے دل میں مرید کی طرف سے ایک پیسہ کا بھی لالچ نہ ہو اور مرید وہ ہے کہ خدمتِ شیخ میں پیسہ تو کیا بلکہ اگر جان بھی دینا پڑے تو دریغ نہ کرے۔



# مرید کی اصلاح

اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوا ثُمَّ کَفَرُواْ ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ کَفَرُوا تا سَبِیْلاً۔

جو لوگ ایمان لائے پھر ایمان سے برگشتہ ہو گئے پھر ایمان لائے اور پھر کافر ہو گئے اور ایسا ہوا کہ کفر میں چلے گئے تو اب نعمتِ ایمان نصیب نہ ہوگی اور خدا کے ایسے غضب میں مبتلا ہو جائیں گے کہ خدا نہ تو ان کی مغفرت کرے گا اور نہ ان کو اپنے راستہ کی ہدایت دے گا۔

# ناپاک فقیری سے بچنا

ارشاد فرمایا فقیری ہر مذہب میں ہے مگر پاک فقیری اسلام میں ہے جو ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے ہم تک پہنچی وہ فقیر سالک ہو جو شریعت کے منکر ہوں ان سے بچیں، جن کی فقیری و درویشی اسلام کی پاک فقیری نہیں حضرت مولانائے روم ارشاد فرماتے ہیں:

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد و دست

ہر ایک کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دینا چاہیے کیوں کہ بہت سے ابلیس آدمی کی شکل میں پھرتے ہیں۔



# ایک مسلمہ حقیقت

قطب عالم غوثِ اعظم پیر کامل باخدا
مصطفیٰ سے خاص نسب ہے ہمارے پیر کی
اے بوالہوس پاؤں نہ رکھیو کبھی
اس راہ کے بیچ یہ کوچہ عشق ہے رہ گزر عام نہیں

# طریقت کی تعلیم محبت سے علاقہ رکھتی ہے

کسی مرید کو اوّلاً محبت ہوتی ہے اس کے بعد اعتقاد ہوتا ہے کسی کو اولاً اعتقاد ہوتا ہے پھر محبت پیدا ہوتی ہے۔

فرمایا جب اپنے اسلاف بزرگانِ دین کے ساتھ محبت کا رشتہ مضبوط ہو جائے تو اس بزرگ کو، کہ جن کا وہ مرید ہے اس کی تعلیم کے لیے تکلیف کی ضرورت نہ ہوگی محبت کے طفیل میں اسے بزرگوں کی نعمتیں خود بخود حاصل ہو جائیں گی۔ فرمایا کبھی مرید کی تعلیم بلا مشقت محض شفقت کی راہ سے ہوتی ہے اور یہ اُس مرید کے لیے ہے جو مرید سے اعلیٰ مرتبہ میں داخل

ہوتا ہے یعنی تعلیمِ روحانی کی طرف اشارہ ہے۔

(بحوالہ کتاب روح تصوف)

فرمانِ حضرت:

## مرید ہونے سے کیا فائدہ ہے

حضرت گیسو دراز بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مرید ہونے کا فائدہ یہ ہے کہ پیر مرشد قیامت کے دن مرید کی دستگیری فرما کر آتشِ دوزخ سے نجات دلائے گا۔

پھر فرمایا کہ ہمارے پیر و مرشد کے ایک آزادطبع مرید کا انتقال ہو گیا عذاب کے فرشتے آئے اور اس متوفی کے سر پر کلاہ چھارتر کی دیکھ کر ایک طرف کھڑے ہو گئے اور دریافت کیا کہ یہ ٹوپی کس کی ہے؟ متوفی نے جواب دیا یہ ٹوپی حضرت خواجہ نصیرالدین رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔فرشتے واپس چلے گئے بارگاہِ خداوندی میں عرض گزار ہوئے کہ اس متوفی کے سر پر خواجہ نصیرالدین رحمۃ اللہ علیہ کی ٹوپی ہے ہم اس پر کیسے دست درازی کریں آپ نے فرمایا کہ جب تک فقیر کو خدا کے یہاں اتنا اعزاز حاصل نہ ہو جائے کہ اس سے تعلق قائم کرنے سے آتش دوزخ سے نجات نہ مل جائے اس وقت تک اس فقیر کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے ہاتھ پر کسی شخص کو بیعت کرے۔



کبھی جہل علم اور تجربہ سے بہتر ثابت ہوتا ہے اس کی مثال علماء یہود ہیں کہ جان لینے کے بعد بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے اور ان کا علم انکے حق میں کچھ مفید نہ ہوا۔اور جاہل جو تھے وہ آپ پر ایمان لے آئے اور انکا جہل ان کو مُضر نہ ہوا۔مثلاً کچھ صحابہ پڑھے لکھے نہیں تھے۔

## ایمان اور اعتقاد

ایمان خدا اور رسول کے ساتھ ہوتا ہے۔اور اعتقاد مرید کا شیخ کامل کے ساتھ ہوتا ہے۔

ایمان ایک ایسی چیز ہے جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتا مگر اعتقاد کبھی ٹوٹ جاتا ہے۔اس لحاظ سے اعتقاد دو قسم کا ہوتا ہے، اعتقادِ راسخ (کامل) اور اعتقاد غیر راسخ (یعنی غیر کامل)

اعتقاد خدا کی محبت کا وہ بیج ہے جسے شیخ مرید کے دل میں بوتا ہے، اور جس طرح کے بیج بویا جاتا ہے تو بتدریج پودا نکل کر درخت بنتا ہے اور پھر پھولنے پھلنے لگتا ہے اور مرید کا فرض ہے کہ اس کی پرورش اور نگہبانی اعمالِ حسنہ سے کرے۔البتہ محبت اور اعتقاد ترقی پذیر ہیں اعتقاد اور محبت جب کامل ہو جاتی ہے اس وقت مرید کو شیخ کے بغیر چین نہیں ملتا۔

کوچۂ جاناں مجھ سے نہ پوچھو یارو
جیسے مُشتاق ہو نزدیک بھی دور بھی
پنجۂ پیر نقش اللہ ہست
کے ازیں رمز ہر کس آگاہ ہست
ازید اللہ فوق ایدیھم شد یقینم کہ
مُرشد اللہ ہست
راہِ حق میں فدائے جان

ارشادِ ربانی: ﴿وانفقوا مما رزقنکم من قبل انّ یأتی احدکم الموت﴾ یعنی جونعمت کہ ہم نے تم کو دی ہے اسے ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ موت آئے۔ انسان تو سر سے پاؤں تک نعمت ہے جس کے لیے کہا جارہا ہے مال۔ دولت۔ روپیہ پیسہ۔ تو راہِ خدا میں کفار بھی خرچ کرتے ہیں، پس مؤمنین سے جس نعمت سے خرچ کرنے کا حکم ہوا یہ وہی نعمت ہی ہوگی جو موت کے مقابلہ پر ہو۔ اب غور کرنا چاہیے کہ موت کے مقابلہ پر جسے نعمت فرمایا ہے وہ کیا چیز ہے، وہ حیات یعنی زندگی ہے جو اللہ کی دی ہوئی نعمتوں میں ایک بہت بڑی نعمت ہے پس مطلب یہ ہوا کہ ہماری راہ میں فنا ہوجاؤ اپنی زندگی قربان کردو پیشتر اس



کے کہ تمہیں موت آئے، بمقتضائے حدیث شریف ''موتو قبل ان تموتو'' مرنے سے پہلے مرجاؤ۔

مٹادے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانا خاک میں مل کر ہی گُلِ گلزار ہوتا ہے
خلیل آساں نہیں آباد کرنا گھر محبت کا
یہ اُن کا کام ہے جو خود کو ہی برباد کرتے ہیں
مُصیبت آتراہم دل سے استقبال کرتے ہیں
پئے شمشیر سینہ و جگر کو ڈھال کرتے ہیں۔

## حضور اقدس ﷺ کا ارشادِ گرامی:

### افضل جہاد۔جہاد فی النفس

**افضل الجهاد النفس**۔ نفس کے ساتھ جہاد بہترین جہاد ہے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین جب جہاد سے واپس آتے تو کہتے تھے جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹ آئے ہیں اور صحابہ کرام نے نفس، شیطان، اور بُری خواہشات سے جہاد کرنے کو کفار کے ساتھ جہاد کرنے سے اس لیے اکبر و عظیم کہا کہ نفس سے جہاد ہمیشہ جاری رہتا ہے اور

کفار کے ساتھ کبھی کبھی ہوتا ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ کفار کے ساتھ جہاد کرنے میں غازی اپنے دشمن کو سامنے دیکھتا ہے مگر شیطان نظر نہیں آتا اس لیے دکھائی دینے والے دشمن سے لڑائی کرنا بہ نسبت چھپ کر وار کرنے والے دشمن کے آسان ہوتی ہے، ایک وجہ اور بھی ہے کہ کافر کے ساتھ غازی کے ہمدردیاں قطع نہیں ہوتی جبکہ شیطان کے ساتھ جہاد کرنے میں نفس اور خواہشات شیطان کے حامی قوتوں میں شمار ہوتے ہیں اس لیے یہ مقابلہ سخت ہوتا ہے اور ایک بات اور بھی ہے کہ اگر غازی کافر کو قتل کردے تو مالِ غنیمت اور فتح حاصل کرتا ہے اور اگر شہید ہو جائے تو جنت کا مستحق بن جاتا ہے مگر اس جہاد میں اور شیطان کے قتل پر قادر نہیں اور اگر اسے شیطان قتل کردے یعنی راہِ راست سے بھٹکا دے تو بندہ عذابِ الٰہی کا مستحق بن جاتا ہے۔ اسی لیے کہا ہے کہ یہ جہاد نفس کا جہاد جہادِ اکبر ہے۔

نازاں ہوں غلامی پر اپنی ہے فخر مجھے اس نسبت
اس در کی گدائی کافی ہے اب شاہی کی تمنا کون کرے

**روایت حدیث:**

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تم نے کبھی میرے لیے بھی کوئی عمل کیا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا الٰہی میں نے تیرے لیے نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، صدقات کیے، تیرے آگے سجدے کئے، تیری حمد وثنا کی، تیری کتاب کو پڑھا، اور تیرا ذکر کیا، رب تعالیٰ نے فرمایا:



اے موسیٰ، نماز تیرے لئے دلیل، روزہ تیرے لیے ڈھال، صدقہ تیرے لیے سایہ، تسبیح تیرے لیے جنت میں درخت، کتاب کی قرأت تیرے لیے جنت میں حور وغلمان، اور میرا ذکر تیرے لیے نور ہے۔ بتا تو نے میرے لیے کیا عمل کیا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے ربّ ذوالجلال مجھے بتا وہ کونسا عمل ہے جو میں تیرے لیے کروں؟

ربّ نے فرمایا:

تو نے کبھی میری وجہ سے کسی سے محبت کی اور تو نے میری وجہ سے کسی سے دشمنی رکھی؟ تب موسیٰ علیہ السلام سمجھ گئے، سب سے اچھا عمل اللہ کے لیے محبت اور اللہ ہی کے لیے دشمنی رکھنا ہے۔

**اِذا تَضاعو ت النفوس فی الھوا**

جس وقت بعض نفوس محبت الٰہی سے زینہ پر چڑھتے ہیں **فالخلق یضربہ فی حدیدٍ باردٍ** تو مخلوق انہیں طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتی ہیں۔

## آٹھ نصیحتیں

(بحوالہ کتاب غریب نواز ہند الولیؒ)

حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا جس میں یہ حکایت بیان فرمائی:۔

حاتم اَصمؒ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ کے شاگرد اور مُرید تھے ایک دن شیخ صاحب نے پوچھا کتنے عرصہ سے تم میری

محبت و خدمت میں سرگرم ہو اور میری باتیں سنتے ہو، عرض کیا ۳۰ تیس سال سے، پوچھا: پھر اس عرصہ میں کیا کچھ حاصل کیا اور کیا فائدہ اٹھایا: عرض کیا۔ آٹھ فائدے حاصل کیے۔ پوچھا اس سے پہلے یہ فائدے حاصل نہیں تھے، عرض کیا نہیں؟ شیخ صاحب اگر سچ پوچھتے ہیں تو ان سے زیادہ کی اب مجھے ضرورت نہیں ہے۔

فرمایا ﴿انّا للہ و انّا الیہ راجعون﴾ حاتم میں نے ساری عمر ترے کام میں خرچ کردی۔ میں بھی نہیں چاہتا کہ تو اس سے زیادہ حاصل کر۔ عرض کیا کہ میرے لیے اتنا ہی کافی ہے کیوں کہ دونوں جہان کی نجات ان آٹھ فائدوں میں آجاتی ہے۔ فرمایا: اچھا اب انہیں بیان کرو۔ عرض کیا!

**پہلا فائدہ:**

مرشدنا پہلا فائدہ یہ ہے کہ جب میں نے خلقت کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہر شخص نے کسی نہ کسی کو اپنا محبوب بنا رکھا ہے۔ اور وہ محبوب و معشوق اس قسم کے ہیں کہ بعض تو مرض الموت تک اس کے ساتھ رہتے ہیں اور بعض مرنے تک، بعض لبِ گور تک، اس کے بعد کوئی بھی اس کے ساتھ نہیں جاتا۔ کوئی ایسا نہیں کہ انسان کے ساتھ قبر میں جا کر اس کا غم خوار بنے اور اس کی قبر کا چراغ بنے، یہ دیکھ کر میں نے اپنے دل میں سوچا کہ محبوب وہی ہے جو انسان کے ساتھ قبر میں جاوے اور اس کا غم خوار بنے اور قیامت کی منزلیں طے کرائے۔ معلوم ہوا کہ ان سب صفات سے متصف محبوب صرف اعمالِ صالح ہیں، سو میں نے انہیں اپنا محبوب بنا لیا تا کہ قبر میں بھی



میری غمخواری کریں اور میرے لیے چراغ بنیں اور ہر ایک منزل میں میرے ساتھ رہیں۔ یعنی اعمالِ حسنہ (یعنی جہاد فی النفس)

## اعمالِ حسنہ

**دوسرا فائدہ:**

یہ ہے کہ جب میں نے خلقت کو غور سے دیکھا کہ سب کے سب حرص و ہوا کے پیرو ہیں، اور نفس کے کہنے پر چلتے ہیں، پھر میں نے اس آیت پر غور کیا:

﴿و اَمّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى﴾

جس نے اللہ تعالیٰ سے ڈر کر نفس کو خواہشات سے روکا اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔ تو یقین ہو گیا کہ قرآن شریف سچا ہے، بس اس لیے نفس کی مخالفت پر کمربستہ ہوں بس، اسے مجاہدہ کی کٹھالی میں ڈال دیا۔

## جہاد فی النفس

**تیسرا فائدہ:**

یہ ہے کہ جب میں نے لوگوں کے خیالات کا مشاہدہ کیا تو دیکھا ہر شخص دنیا کے لیے کوشش کرتا ہے جب میں نے اس آیت پر غور کیا تو معلوم

ہوا ﴿ما عندکم ینفذ وما عند اللہ باق﴾ جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جانے والا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔

پس جو کچھ میں نے جمع کیا تھا راہِ خدا میں صرف کر دیا اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا۔

# راہِ خدا میں خرچ کرنا

**چوتھا فائدہ:**

یہ ہے کہ جب میں نے لوگوں کو دیکھا کہ بعض لوگوں نے آدمی کی عزت وشرف و بزرگی قوم کی کثرت سے سمجھ رکھی ہے، کہ مال اور اولاد پر عزت کا انحصار ہے اور اس کا مایۂ فخر خیال کرتے ہیں، تو میں نے اس آیت پر غور کیا ﴿انّ اکرمکم عند اللہ اتقاکم﴾ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہی شخص ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو گا۔ پس معلوم ہوا یہی ٹھیک ہے اور حق بھی یہی ہے۔

# پرہیزگاری

**پانچواں فائدہ:**

یہ ہے کہ میں نے جب لوگوں کے حالات دیکھے تو معلوم ہوا کہ ایک دوسرے کو محض حسد کی وجہ سے بُرائی سے یاد کرتے ہیں اور حسد بھی مال و مرتبہ پر کرتے ہیں، پھر میں نے اس آیت پر غور کیا ﴿نحن قسمنا بینهم



معیشتھم فی الحیٰوۃ الدنیا پ۲۵ ع۹﴾ ہم نے ان میں دنیاوی زندگی کے لیے روزی وغیرہ تقسیم کی جب ازل میں ان کے حصہ میں یہ چیز آچکی ہے تو پھر حسد بے فائدہ ہے۔ تب میں نے حسد کرنا چھوڑ دیا اور ہر ایک سے صلح کر لی۔

# خوش خلقی

**چھٹا فائدہ:**

یہ ہے کہ جب دنیا کو غور سے دیکھا تو تعجب ہوا بعض لوگ آپس میں دشمنی رکھتے ہیں، اور کسی خاص کام کے لیے ایک دوسرے سے خوب دشمنی کرتے ہیں پھر میں نے اس آیت پر غور کیا:

﴿ان الشیطان لکما عدوّ مبین﴾ شیطان تمہارا کھلّم کھلا دشمن ہے، تو معلوم ہوا واقعی شیطان کی پیروی نہیں کرنا چاہیئے، تب سے شیطان کو دشمن جانتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجالاتا ہوں۔

# خوفِ خدا

**ساتواں فائدہ:**

یہ ہے کہ جب میں نے خلقت کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہر شخص اپنی روزی معاش کے لیے سرتوڑ کوشش کرتا ہے اور اسی وجہ سے حرام و

شبہ میں پڑ جاتا ہے اور اپنے کو ذلیل کرتا ہے، پھر میں نے غور سے دیکھا تو اس آیت پر خیال ہوا﴿ وما من دابّة تا رزقها ﴾۔پ:۱۲ شروع روئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو، تو میں سمجھ گیا کہ اس کا فرمان حق ہے، تب سے میں اللہ تعالیٰ کی خدمت میں مشغول ہوں، میری روزی تو وہ ضرور پہنچائے گا کیوں کہ وہ اس بات کا ضامن ہے۔

## ''توکل علی اللہ''

**آٹھواں فائدہ:**

آٹھواں فائدہ یہ ہے کہ جب میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی چیز پر بھروسہ ہے بعض کو اپنے سونے چاندی پر بعض کو ملک و مال پر پھر میں نے اس آیت کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا ''ومن یتوکّل علی اللہ فھو حسبہ'' جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے تو اللہ اُس کے لیے کافی ہے تب سے میں اللہ تعالیٰ پر توکل کیا اور وہ مجھے کافی ہے۔ (یقین)

دردِ دل کی تمنّا ہے تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا ہے یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

دل میں ہو یاد تیری اور گوشۂ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو



سارا عالم ہو مگر دیدۂ دل دیکھے تمہیں
انجمن گرم ہو اور لذّتِ تنہائی ہو

## العلماء ورثۃ الانبیاء

انبیاء علیہ السلام کے علم کے وارث علماء ہیں جو کہ علمِ شریعت، علمِ معرفت، علمِ طریقت، علمِ حقیقت سے واقف ہیں۔ یعنی مراد علم تصوف سے ہے۔

جوئے علمِ باطن، صفاتِ الٰہیہ سے تعلق رکھتے ہیں، اسرارِ کرم فقط اُن پر ہی کھلے ہیں جو وسیلہ کامل شیخِ طریقت کے تحت اپنے منازل کو پہنچتے ہیں۔

## مرتبۂ شیخ وطریقت

**شرافتِ علم:**

معلوم ہو کہ شرف و مرتبہ کے اندر ہوتی ہے، معلوم ہوا جتنا شریف ہوگا اس کا علم اسی قدر زیادہ عالی ہوگا، پس علم باطن، کہ جس سے صوفیاء ممتاز ہیں، علماء ظواہر جس سے کہ ظاہر مراد ہے۔ زیادہ اشرف ہوگا۔

**یعنی علمِ باطن:**

اس قیاس پر سے علمِ ظاہر کی شرافت، علم باطن کی اہمیت سے زیادہ ہے، پس آداب پیر کی رعایت جس سے کہ علمِ باطن حاصل کرتے ہیں، علم

ظاہر کے استاذ کہ جس سے علم ظاہر کا فائدہ حاصل ہے، دوگونہ زیادہ ہوگی اور اسی طرح علومِ ظاہر کے اقسام میں فرق ہے، جیسے استاذ علم کلام وفقہ، استاذ صرف ونحو سے اولیٰ و مقدّم ہے اور استاذ صرف ونحو علوم فلسفی سے استاذ سے اولیٰ ہے، اس لیے کہ علومِ فلسفی علومِ مُعتبر میں داخل نہیں، اس کے زیادہ تر مسائل لاحاصل ہیں اور اہلِ فلسفہ نے تھوڑے مسائل جو اسلامی کتابوں سے اخذ کیے ہیں اور اس میں تصرفات کیے ہیں وہ جہلِ مرکّب سے خالی نہیں ہیں، اس لیے کہ عقل کو اس محل میں دخل کی مجال نہیں ہے۔ نبوت کا طور طریقہ علومِ فطری کے طور طریقہ سے بالاتر ہے۔

جاننا چاہیئے کہ پیر کے حقوق سب حقوق والوں سے بڑھ کر ہیں۔

حق سبحانہ تعالیٰ کے انعامات کے بعد پیر کے حقوق کو اوروں کے حقوق سے کوئی نسبت ہی نہیں بلکہ سب کے پیر حقیقی حضرت رسولِ مقبول ﷺ ہیں۔

**ولادتِ صوری :** ہر چند کے والدین سے ہیں لیکن =

**ولادتِ معنوی :** معنوی پیر کے ساتھ مخصوص ہے =

**ولادتِ صوری :** کی زندگی چند روزہ ہے لیکن =

**ولادتِ معنوی :** کی حیات اَبدی ہے =

مرید کی باطنی نجاستوں کو پیر اپنے قلب و روح کی قوت سے جھاڑ دے کر صاف کرتا ہے اور پاکیزہ بناتا ہے۔ بعض مرشدین مریدوں کی توجہات میں جو نسبت واقع ہوتی ہے تو پیر کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان



مریدوں کی نجاست پاک کرنے میں کچھ آلودگی پر توجہ دینے والے کی طرف دوڑ کر آتی ہے، اور ایک زمانے تک مکدّر رکھتی ہے۔

☆ پیر ہی ہے جس کے وسیلہ سے خدا عزوجل تک پہنچتے ہیں۔ اور یہ دنیا و عقبیٰ کی سب سعادتوں سے بڑھ کر ہے۔

☆ پیر ہے جس کے وسیلے سے نفسِ امّارہ، جو کہ بالذات خبیث ہے مزکّیٰ و مُطہّر ہو جاتا ہے۔

امّارگی سے اطمینان کو پہنچتا ہے اور پیدائشی کفر سے حقیقی اسلام میں آجاتا ہے، اگر میں اس کی شرح کروں تو بہت ہو جائے گی، پس مرید کی آفت پیر کو آزار پہنچانے میں ہے۔

ہر لغزش کی اصلاح ممکن ہے مگر پیر کو آزار پہنچانا کا تدارک کوئی چیز نہیں کرسکتی۔

**آزارِ پیر:** مرید کے لیے شقاوت اور بدبختی کی جڑ ہے۔ اپنی سعادت پیر کو قبول کرنے اور شقاوت کے رد کرنے میں جاننی چاہیئے۔

**العلماء ورثة الانبیاء سے مراد :** علمِ باطن رکھنے والے علمِ ظواہر والوں سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔

جب تک مرید اپنے کو پیر کی مرضیات میں گم نہ کر دے گا حق سبحانہ تعالیٰ کی مرضیات کو نہیں پہنچے گا۔ مقتدات اسلامیہ میں کوئی خلل احکامِ شرعیہ

کی بجا آوری میں کوئی فتور، اسی آزار پیر کے نتیجے ہیں۔ اور جو احوال و وجدان کے باطن سے تعلق رکھتے ہیں ان کو کیسا کہیں، اگر آزارِ پیر کے باوجود کوئی اثر باطنی ہے تو اس کو اس قدر شمار کرنا چاہئے جو آخری میں خرابی کا باعث بنے گا اور نقصان کے سوا کوئی نتیجہ نہ دیگا۔

ہمارا اسلام اس پر ہے جو پیروی کرے، ہدایت کی ہم پناہ مانگتے ہیں حق سبحانہ تعالیٰ سے۔

**وما علینا الا البلاغ**



# حدیث شریف

مشکوٰۃ: کتاب الامارۃ ۱

**فصل اول:** مَن مَاتَ وَلَیْسَ فِی عنقہ بیعۃ مَاتَ میتۃً جاھلیۃً جو مر جائے حالانکہ اسے گلے میں کسی کی بیعت نہ ہو وہ جہالت کی موت مرا، اس میں امام کی بیعت یعنی تقلید اور بیعتِ اولیاء اللہ سب ہی داخل ہیں۔

مشکوٰۃ کتاب العلم: حدیث شریف ۲

**فصل دوم:** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضور ﷺ سے دو قسم سے علوم ملے، ایک وہ جس کی تبلیغ کر دی، دوسرے وہ کہ اگر تم کو بتاؤں تو تم میرا گلا کاٹ دو، یعنی (علمِ لدنّی) یعنی اسرارِ الٰہیہ نامحرم سے چھپا لیے گئے۔

کتاب کا نام: امداد السلوک مولوی رشید احمد گنگوہی

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اپنی کتاب امداد السلوک میں لکھتے ہیں: فارسی جس کا ترجمہ یہ:

مرید یہ بھی یقین کرے کہ شیخ کی روح ایک جگہ قید نہیں ہے، مرید جہاں بھی ہو، دور یا نزدیک اگرچہ پیر کے جسم سے دور ہے، لیکن پیر کی روحانیت سے دور نہیں، جب یہ بات پختہ ہوگی تو ہر وقت پیر کی یاد رکھے

تا کہ دلی تعلق اس سے ظاہر ہو اور ہر وقت اس سے فائدہ لیتا رہے، مرید واقعہ کی حالت میں پیر کا محتاج رہتا ہے۔ شیخ کو اپنے دل میں حاضر کر کے زبانِ حال سے اس سے مانگے پیر کی روح اللہ کے حکم سے ضرور القا کرے گی مگر پورا تعلق شرط ہے۔ اور شیخ سے اسی تعلق کی وجہ سے دل کی زبان گویا ہو جاتی ہے اور حق تعالیٰ کی طرف راہ کھل جاتی ہے اور حق تعالیٰ اس کو صاحبِ الہام کر دیتا ہے۔

اس عبارت سے حسب ذیل فائدے ہیں:

☆ پیر کا مرید کے پاس حاضر و ناظر ہونا۔

☆ مرید کا تصورِ شیخ میں رہنا۔

☆ پیر کا حاجت روا ہونا۔

☆ پیر مُرید کو القا کرتا ہے۔

☆ پیر مُرید کا دل جاری کر دیتا ہے۔

جب پیر میں یہ طاقتیں ہیں تو ملائکہ اور انسانوں کے شیخ الشیوخ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اندر یہ اچھے صفات کا ماننا کیوں شرک ہے؟

اس عبارت نے تو مخالفین کے سارے مذہب پر ہی پانی پھیر دیا

**والحمد لله رب العالمين . سب تقوية الايمان**

(ختم شد)



# علم تصوف

تمام علوم سے زیادہ مشکل ہے، اور یہ اس لیے کہ جس علم کا موضوع ذاتِ واجب الوجود ہے، اس سے بڑھ کر کیا کوئی علم دقیق اور دشوار ہو سکتا ہے، ہر ایک علم کی شرافت اس کو موضوع کے لحاظ سے پیدا کرتی ہے، جس درجہ کا موضوع شریف ہوگا اسی درجہ کی شرافت اس علم میں ہوگی۔
چونکہ ذات واجب الوجود، تمام اشیاء سے اشرف و اعلیٰ ہے اور واجب ہے، اس لیے تمام علوم کے موضوع اس کے مقابلہ میں غیر اشرف اور ممکن ہیں، لہٰذا علم تصوف تمام علوم سے اعلیٰ و اشرف ہوا۔

## علم تصوف

**علماء ظواھر** : علم الیقین اور عین الیقین کا فرق سمجھنے سے قاصر ہیں۔
دنیا کے تمام علوم سے زیادہ مشکل ہے، دوسرے فنون کی انتہا، اس کی ابتداء ہے، تصوف کا ایک مشکل مسئلہ حل کرنے اور ایک ادق مقام طے کرنے میں دس بیس سال کی ضرورت پیش آتی ہے، جس جگہ پہنچتے آغاز ہی آغاز ہے، انجام نہیں، اگر کوئی شخص تمام دنیا کے علوم وفنون پڑھ کر علاّمہ دہر ہو جائے اور اس علم تصوف کا سمجھنا چاہے ہرگز نہ سمجھ سکتا، جب تک کہ رحمتِ الٰہی شاملِ حال نہ ہو، دنیا کے عقلاء اور فلاسفران دو باتوں کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ایک نبوت، دوم ولایت انہیں محدود علم و عقل

سے کوئی بھی سمجھ نہیں سکتا۔

**ادب حضرت مخدومؒ:**

قطب عالم حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانیؒ کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بارگاہِ خداوندی میں اگر میری مقبولیت کا درجہ انتہائی بلندی پر پہنچے کہ عرشِ معلیٰ پر میرا سر لگ جائے تب بھی میرا سر اپنے مُرشد کے آستانہ کی چوکھٹ پر ہی رہے گا۔ ان واقعات سے یہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ ادب و تعظیم اور اتباعِ شیخ میں جہاں تک ہو سکے کوشش کرنی چاہیئے۔

**مثنوی مولانا رومؒ**

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم گشت از فضل رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

مرید کو چاہیے کہ اپنے شیخ کی خدمت میں باوضو رہے۔ جو کچھ کہ شیخ کی جانب سے ارشاد ہوا سے گوش و ہوش سے سنے اور اس پر عمل کرے، قرآن شریف، حجرِ اسود اور بیت اللہ شریف، اور پیرومرشد کو ایک ہاتھ سے چھونا منع ہے اور اس کی طرف پیٹھ کرنا منع ہے، چار چیزیں ہیں کہ ان کو کھڑے ہو کر تعظیماً پینا چاہیئے۔

۱۔آبِ زمزم ۲۔سبیل کا پانی ۳۔آبِ بقیہ وضو

۴۔اور پیر مرشد کی عطا کی ہوئی سیال رقیق چیز۔ مثلاً پانی یا



شربت وغیرہ اور قرآن شریف اور بیت اللہ شریف اور حجرِ اسود اور پیر و مرشد کو بے وضو چھونا منع ہے۔

## اتباعِ شیخ

بزرگانِ دین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اتباعِ شیخ میں کمال کوشش کی ہے، اتباع جز وکل میں ہونی چاہیے یعنی ہر مال میں طریقت میں اتباع حضراتِ اولیاء اللہ لازم آتی ہے، پیر کی تابعداری، شریعت اور طریقت اور معرفت اور حقیقت ہر طرح ہونا چاہیے، حقیقتاً جیسا ادب اور جیسی تعظیم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضرت رسالت مآب ﷺ کہ فرمائی آج تک دنیا میں کسی امتی نے اپنے نبی اور کسی مرید نے اپنے شیخ کی نہیں کی اور نہ آئندہ امید ہے کہ دنیا میں کسی ہستی کی اس درجہ تعظیم ہو۔

**صحیح روایت :**

ادب اور تعظیم کے واقعات مستند اور صحیح روایتوں میں مذکور ہیں، جیسا کہ تیسیر الوصول الٰہی جامع الاصول اور زرقانی ص.۱۵۲، ج:۲ کی حدیث مطول، متعلق غزوہ حدیبیہ میں عروہ ابن الزبیر سے مروی ہے کہ عروہ بن مسعود مقامِ حدیبیہ میں کفارِ مکہ کی طرف سے امیرِ وفد ہو کر آں حضرت ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔

اور اس نے دربارِ رسالت کے آداب اور حضرات صحابہ کرام سے تعظیم و محبت کے طریقہ اور ان کی جاں نثاری اور جانبازی سے حالات دیکھے تو وہ حیرت میں رہ گیا، اور واپس جا کر اس نے حلف کے ساتھ اپنی قوم سے کہا۔

اے قوم خدا کی قسم میں بے شک بادشاہوں کے دربار میں گیا ہوں اور قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار بھی میں نے دیکھے ہیں، مگر خدا کی قسم میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے اصحاب اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں، جیسی تعظیم کہ اصحابِ رسول اللہ ﷺ کی کرتے ہیں، صدّقتَ یا رسول اللہ۔

## دیگر احادیث

حضرت رسول اللہ ﷺ کے سامنے حضراتِ صحابہ کرام، اس طرح بے حس و حرکت بیٹھے رہتے تھے کہ پرندے آ کر ان کے سروں پر بیٹھ جاتے تھے اور صحابہ کرام آنحضرت ﷺ کی طرف پیٹھ نہیں کرتے تھے۔ اور آپ کے جسم مبارک کو بے وضو نہیں چھوتے تھے، آپ حجامت بنواتے تو صحابہ آپ کے موئے (بال) مبارک اور ناخن شریف کو زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے۔

ان تبرکات کو بغایت تعظیم اپنے پاس رکھتے تھے، ہمارا سلام ہو ان پر اور ان کی آل پر۔



# بیان قدم بوسی کا

جو حضرات مشائخ عظام صوفیائے کرام کے مریدین و معتقدین ہیں وہ اپنے شیخ کی اور اپنے بڑے بزرگ کی قدم بوسی اور دست بوسی کر سکتے ہیں۔ اگر بغرض تعظیم تبرکاً کیجائے تو ممنوع نہیں ہے، کیوں کہ ترمذی شریف، ابوداؤد، اور نسائی شریف کی یہ حدیث بہ روایت صفوان بن عسال سے صریحاً ثابت ہے، کہ آں حضرت ﷺ کی خدمتِ مبارک میں یہود حاضر ہوئے اور ان تسع آیات بیّنات کو پوچھا جو موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی تھیں، پس جب جواب انہوں نے ہمارے حضرت پیغمبر عالم ﷺ سے صحیح پایا تو آپ کے دستِ مبارک کو بوسہ دیا اور کہا نشھد انک النبی اور اس فعل کو آں حضرت ﷺ نے منع نہیں فرمایا:

## حدیث

ورع بن عامرؓ کہتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں چومے ہیں، اور صہیب منذر عباس سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو حضرتِ عباس کے پاؤں چومتے دیکھا ہے، پس آں حصرت ﷺ کا سکوت فرمانا دلیل جواز کی ہے۔ اگر اسی خیال سے اپنے پیرو مرشد کے ہاتھ پاؤں چومیں تو ممنوع نہیں بلکہ ثواب ہے۔

**مشکوٰۃ شریف :**

باب المصافحہ والمعانقہ، فصل ثانی میں ہے، حضرت ذراع سے مروی ہے اور یہ وفد عبدقیس میں تھے، "**وعن ذراع وکان فی وفدعبدالقیس قال لما قدمنا لمدینة فجعلنا فتبادرمن رواحلنا فنقبل یدرسول الله ﷺ ورجله** (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت زراع عبدالقیس کے وفد میں تھے بیان کرتے ہیں کہ جب ہم مدینہ پہنچے تو اپنے کجاؤں سے اترنے میں ہم لوگوں نے جلدی کی پھر رسول مقبول ﷺ کے دستِ مبارک کو اور قدم مبارک کو بوسہ دیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

**مایقال عند من حضرة الموت بروایت ترمذی،**
ابوداؤد میں ہے حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے عثمان بن مظعونؓ کو بوسہ دیا حالانکہ ان کا انتقال ہو چکا تھا، (باب الکبائر وعلامات النفاق) میں ہے کہ حضرت صفوان ابن عسال سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ہاتھ اور پاؤں چومے ہیں، شفا شریف میں ہے کہ جس ممبر پر حضور علیہ الصلاۃ والسلام خطبہ فرماتے تھے اس پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنا ہاتھ لگا کر منہ پر رکھتے تھے اور چومتے تھے۔

## طریقت کے منازل کی راہ ورسم

پہلے آدمی اپنے جوش وخروش کے ساتھ بہت زمانے تک اس راستہ پر چلتا ہے جب کچھ ثابت قدمی پیدا ہو جاتی ہے تو اب مشکل کا سامنا ہو جاتا ہے،





دشمن اور مخالف اس آدمی کے درپے آزار ہو جاتے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ اس کو راستہ سے لوٹا دیں اگر اللہ کی رحمت شاملِ حال ہوا اور ابتلاء میں نہ ڈالا جائے تو جاں بری ہے ورنہ بہت مشکل ہے، دو دشمن ہیں جو گمراہ کر دینا چاہتے ہیں، ۱ خیالات نفسانی ۲ دوسرا دشمن شیطان ہے۔ اس لیے **اذا تصاعدت النفوس فی الھویٰ فالخلق یضربه فی حدید بارده** ، جس وقت بعض نفوس محبت الٰہی کے زینہ پر چڑھتے ہیں تو مخلوق انہیں طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتی ہے۔

اس لیے کہ یہ نفس کا دشمن ہے، یہ دشمن ذکر اور مراقبہ میں مانع ہوتے ہیں، اور آخر میں ہجوم کرتے ہیں اور فوج در فوج مقابلہ کرتے ہیں، اسی طرح شیطان ہے، پہلے ایک نظر آتا ہے پھر بہت سے آجاتے ہیں، اور فوج کشی اور چڑھائی کر دیتے ہیں، ﴿**من یهد الله فلا مضل له ومن یضلله فلا هادی له**﴾ ترجمہ کسی تو رہبری کرتا ہے وہ گمراہ نہیں ہوتا، اور جس کو تو گمراہ کرتا ہے اس کا کوئی راہبر نہیں۔ " **ان الشیطان للانسانِ عدوٌّ مبین**"، ترجمہ تحقیق کہ شیطان واسطے انسان کے دشمن ظاہر ہے۔ پ۱۲ سورہ یوسف، ع۱۱ "**انَّ عبادی لیس لک علیهم** سے تاا **جمعین** سورہ الحجر ع:۳، پ۱۴۔ ترجمہ، تحقیق بندے میرے ایسے بھی ہیں کہ انہیں ہے واسطے تیرے، ان پر غلبہ، لیکن جس نے پیروی کی تیری گمراہوں میں سے ہوا اور تحقیق دوزخ جگہ ان سب کے وعدہ کی ہے۔

## سلوک کے درجات

(سالک یعنی ہوش مند)

سلوک کے تین درجہ ہیں:



۱۔ پہلا درجہ رضائے مولا

۲۔ دوسرا درجہ الہام

۳۔ تیسرا درجہ افعال

رضائے مولا کیا ہے؟ سالک کا ہر فعل اللہ کی مرضی اور رضا کے لیے ہو مگر اس بات میں کہ یہ فعل مثلاً کھانا اظہارِ امارت کے لیے بھی کھلایا جاتا ہے، اور کھانا ثوابِ آخرت کے لیے بھی کھلائے جاتے ہیں، اور محض رضائے مولا کے لیے بھی، رضائے مولا یہ ہے کہ دل نہیں چاہتا مگر خوفِ خدا سے خالصۃ لوجہ اللہ کے لیے کھلائے۔ یعنی اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے۔ سالک مقامِ رضا سے جب ترقی کرتا ہے تو الہام کا درجہ پاتا ہے یعنی اب سالک کے کام بذریعہ الہام ہوتے ہیں کہ اس فعل کو کروں یا نہ کروں؟ مگر الہام مباحات یعنی مباح چیزوں میں ہوتا ہے، فرائض و واجبات میں نہیں ہوتا، اگر الہام فرائض اور واجبات میں ہوتا تو شریعت میں فتور واقع ہوتا اور دین کے کام درہم برہم ہوجاتے، پس سالک جب اس مقام سے نکل کر یعنی قرب الٰہی کے لئے ترقی کرتا ہے تو اب اسے یہ مقام حاصل ہوتا ہے کہ اس کے سب افعال اللہ سے ہوتے ہیں اور خود وہ کچھ نہیں رہتا۔

### الہامی تعلیم کا بیان

الہام ہمیشہ مباحات ومستجاب کے کرنے یا نہ کرنے میں ہی ہوتا ہے، فرائض اور واجبات میں نہیں ہوتا، ورنہ شریعت میں فتور واقع ہوجائے۔ جو الہام کے کتاب وسنت کے خلاف ہو، قابلِ اعتماد نہ ہوگا، اور



خواب میں جب تک ۳ تین بار بشارت نہ ہو تعمیل نہ کرو۔

مثلاً جیسا کہ خواب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا تھا۔

## ایک مسلمہ حقیقت

شریعت اور طریقت کا مسلمہ مسئلہ ہے کہ حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اور پیر مُرشد شیخ کامل کی صورت میں شیطان کبھی نہیں آسکتا۔

اس راہ کی کامیابی میں تین چیزیں ضروری ہیں:

۱۔ علم۔ عمل یعنی عشق اور عجز انکساری۔

عبادات وریاضت کے بھی تین طریقے ہیں:

۱۔ ایک اجمالی طریقہ، دوسرے کو جلالی اور تیسرے کو بین الجلال والجمال (خوف وامید کی راہ) یعنی درمیانی طریقہ کہتے ہیں۔

۱۔ راہ جلال میں خوف وبیم اور دہشت کے سوا کچھ نہیں ہے، اس راستہ سے کوئی نہیں جا سکتا، کیوں کہ محض خوف کی وجہ سے نا امیدی پیدا ہوجاتی ہے۔

۲۔ راہِ جمال میں صرف امید ہے خوف کا نام ہی نہیں ہے، اور بین الجلال والجمال، یعنی درمیانی طریقہ میں خوف ورجاء یعنی ڈر اور امید دونوں ہیں، تمام حضرات یہی کرتے تھے انبیاء کرام واولیاء کرام بھی تھے اور اولیائے کرام نے بھی درمیانی راستہ اختیار کیا ہے، جس میں امید بھی ہے اور دہشت بھی اس کی رفتار آہستہ ہے مگر سب سے سیدھی ہے۔

**اُصُول اور بنیاد کا ر: تین چیزیں ھیں**

ا۔کم کھانا ۲۔کم بولنا ۳۔اور زیادہ مجاہدہ کرنا، یعنی کم سونا، زیادہ عبادت کرنا اور بُری خواہشات سے لڑنا۔

طریقت کی گاڑی ان ہی تین پہیوں پر چلتی ہے، اپنی حالت کا خود ہی اندازہ کرتے رہنا چاہیئے۔

## عبادتِ طریقہ جمالی سے

جس میں کہ خوف نہیں ہے اور امید ہی امید ہے، وہ شیطان نے اختیار کیا تھا۔ابلیس نے اتنی ترقی کی جب کہ شیطان تو فرشتوں سے عمر میں بھی کم اور طہارت میں بھی کم، پھر شیطانی طاقت کا یہ حال کہ معلم الملکوت ہوا، اس نے ایسا کونسا طریقہ اختیار کیا تھا جو کہ اتنی جلدی ترقی کرتا ہوا اپنی منزل طے کر گیا، بس راستہ جمالی ہی تھا جس کے ذریعہ وہ بے خوف ہو کر آگے بڑھتا چلا گیا مگر نتیجہ آخر خراب ہی ہوا۔کیوں کہ اس میں خدا کا خوف نہیں رہا تھا، اور وہ خوف کا راستہ جلالی ہے۔

فحلمی نافظ من کل حالٍ قول ہے تیرا
اب بدل دے میرا حال زار یا محبوب سبحانی
الٰہی خیر گردانی بحق شاہ جیلانیؒ
مگر دابِ بلا افتادہ کشتی
ضعیفانِ شکستہ را تو پشتی



بحق خواجہ عثمانِ ہارونیؒ
مدد کن یا معین الدین چشتیؒ

# تواضع

(بہ حوالہ فتوح الغیب)

حضرت غوث الثقلین قطب ربّانی غوث صمدانی محبوبِ سبحانی میر محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں۔

تواضع سے عابد کا محل اونچا ہوتا ہے اور مرتبہ بلند کیا جاتا ہے، اور خدا و خلق کے نزدیک کیا جاتا ہے، اور خدا و خلق کے نزدیک اس کی عزت اور بلندی پوری ہو جاتی ہے (یہ خصلت تواضع) کمالِ تقویٰ ہے۔

تواضع کی تعریف یہ ہے کہ بندہ جس کسی سے بھی ملے اس کی بڑائی اپنی ذات پر دیکھئے اور رکھئے، شاید یہ شخص مجھ سے بہتر ہو اور مرتبہ میں بلند ہو۔

بس اگر وہ چھوٹا ہے تو کہے کہ اس نے ابھی اتنے گناہ نہیں گئے ہوں گے کیوں کہ اس کی عمر کم ہے اور میں نے زیادہ کر لیے ہوں گے کیوں کہ میری عمر زیادہ ہے اور اگر وہ بڑا ہے تو کہے اس نے مجھ سے پہلے اللہ کی عبادت کی ہے، بس یہ مجھ سے بڑھ کر ہے، اور اگر وہ عالم ہے تو کہے کہ اُسے اللہ نے ایسا علم دیا ہے کہ میری وہاں تک پہنچ نہیں ہے۔اور اگر وہ علم کے ساتھ عمل بھی کرتا ہے تو مجھ سے کہیں زیادہ افضل و اعلیٰ ہے۔اور اگر وہ جاہل

ہے تو کہے کہ اُس نے اللہ کی نافرمانی انجانے میں کی ہے اور میں جان کر کر رہا ہوں اور اگر وہ کافر ہے تو کہے ہو سکتا ہے کہ یہ مسلمان ہو کر مرے اور میں خدانخوانستہ کسی ایسی غلطی میں کفر کر بیٹھوں اور میرا خاتمہ بُرے عمل پر ہو

"استغفر الله ربی من کلِّ ذنب و اتوب الیه"

تمہارا نام لیوا یا شہ ابرار میں بھی ہوں
کرم مجھ پر بھی فرماؤ کہ اک لاچار میں بھی ہوں
سنایوں آپ کی رحمت گناہ گاروں کا حصہ ہے
مرا حصہ مجھے بھی دو کہ عصیاں کار میں بھی ہوں
درِ والا پہ یوں تو بار یابی ہو نہیں سکتی
اگر ہو حکم تو حاضر سرِ دربار میں بھی ہوں

## مُرید کو قطعی حکم نہ دیا جائے

مرید کو قطعی حکم نہ دیا جائے ، بلکہ حکم کے ساتھ آسانی بھی رکھی جائے ۔اس طرح کہ فلاں اگر ہو سکے تو یہ پڑھ لیا کرنا۔ اگر ہو سکے تو یہ کام کر لینا، اگر بن پڑے تو ایسا کر لینا اگر بن پڑے تو ایسا کر لینا۔

اس میں مرید کے لیے آسانی ہے، اس سے مرید پر تنگی وسختی نہیں ہے تاکہ حکم عدولی کی گرفت نہ ہو۔

اگر قطعی حکم دیا اور وہ تعمیل نہ کر سکا تو اندیشہ ہے کہ مرید کے لیے خرابی کا باعث بنے ہاں جو کہ احکامِ قطعیہ ہیں ان میں نرمی نہ برتو جیسے نماز ،



روزہ وغیرہ۔

پھرے زمانے میں چہار جانب پر نگارِ یکتا تمہیں کو دیکھا
حسین دیکھے جمیل دیکھے ولیک تمسا تمہیں کو دیکھا
کسی میں ہے کوئی خوش نمائی کسی میں ہے کوئی دل ربائی
مگر باندازِ کبر یائی صنم سراپا تمہیں کو دیکھا
فلک پہ مہرو ماہ روشن زمیں پہ ہیں شاہدانِ پُر فن
مگر بناز و ادائے شیریں عزیز دلہا تمہیں کو دیکھا



# ارشادِ شیخ

''فقیری کرنا مگر خدائی اور پیغمبری کا دعویٰ نہ کرنا''۔

خدائی کا دعویٰ کرنا یہ ہے کہ آدمی یہ چاہے کہ ہر کام اُس کی خواہش کے مطابق ہو جائے، یہ شان خدا کی ہے، ہر کام خدا کی مشیت کے موافق ہوگا۔ بندہ کی خواہش اور مرضی کے مطابق نہ ہوگا۔ اور پیغمبری کا دعویٰ یہ ہے کہ:

وہ چاہے کہ سب لوگ مجھ پر عقیدت و ارادت لیے آئیں اور ہمیں اپنا مقتدا اور پیشوا سمجھیں، درویشی کے اوصاف تو، تواضع اور فروتنی اور عاجزی اور بے کسی کے ہیں۔

اس بات کا کبھی اور ہرگز خیال مت لانا کہ یہ ہوا اور وہ نہ ہوا، کوئی کام انجام تک پہنچ جائے تو مغرور نہ ہونا بلکہ خدا کا شکر ادا کرنا۔ اور اگر نہ ہو تو مایوس نہ ہونا۔ انَّ اللهَ علٰی کُلِّ شَیٍ قَدِیرٌ ۰ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ بس وہی ہی جانتا ہے کہ اس میں کیا بہتری ہے۔

سالک کو بہت زمانہ کے بعد اطمیان نصیب ہوتا ہے۔ یا ایّتُھا النّفّسُ المُطمئنّة تاجنّتی (پ ع، سورۂ فجر)

اے اطمینان والی نفس رجوع ہو تو رب کی طرف پس تجھے نفس میں اطمینان خدا کی یاد ہوتا ہے۔ اور اس کی رضا میں راضی رہنا ہے۔ راضی



ہوا خدا اور تو جنت میں داخل ہو جا۔

## علم کسبی اور علمِ وہبی:

قرآن پاک کو جیسا کہ رسولِ مقبول ﷺ نے سمجھا ہے، دوسرے لوگوں نے ویسا نہیں سمجھا، اس لیے کہ دوسروں کے لیے علم قرآن کسبی ہے، اور آپ پر القاء کیا گیا تھا، آپ ﷺ کے لیے وہبی ہے آنحضرت ﷺ پر آیاتِ قرآنی جس جاہ جلال کے ساتھ نازل ہوتی تھیں وہ آپ کے قلب مبارک پر اُن کے نازل ہونے کا جس طرح اثر ہوتا تھا، دوسروں کے قلب پر نہیں ہوسکتا۔

ایک قرآن ناطق ہے اور ایک قرآن ساکت۔ یہ قرآن ساکت ہے اور رسولِ مقبول ﷺ قرآن ناطق تھے کسی نے اللہ تعالیٰ کو پڑھتے نہیں سنا، بلکہ رسول مقبول ﷺ کی زبانِ مبارک سے سنا۔

گرچہ قرآن از لبِ پیغمبر است
ہر کہ گوید حق نگفتہ کافر است (حضرت مولانا رومؒ)

## محبت اہلِ بیتِ رسول ﷺ

(حدیث مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۰)

فرمایا آقائے نامدار مالکِ کونینِ رحمتِ پروردگا ﷺ نے ﴿ھـذان ابنای و ابنای بنتی اللّٰھم انّی اُحبُّھا فاَحبّھما و احبِّ من یحبُّھما﴾

ترجمہ: یعنی یہ میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے

اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں ، لہٰذا تو بھی ان دونوں سے محبت
فرما۔اورتو ان لوگوں سے محبت فرما جو اِن دونوں سے محبت رکھے۔

حضرت حسنین کریمین کے بارے میں

# اندازۂ محبت حضرت قبلہ عبدالحئیٔ چاٹگام بنگالی رحؒ

حضرت قبلہ جناب عبدالحئیٔ چاٹگام بنگالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کی پیدائش اربعہ عناصر یعنی انسان کی پیدائش چار چیزوں پر مشتمل ہے۔مگر ہماری پیدائش میں ایک عنصر محبت حسنین کریمین بھی ہے۔محرّم الحرام کا جب چاند ہو جاتا ہے تو قدرتی طریقہ پر ہماری آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں جو عشرہ یعنی دسویں تاریخ تک ایسی ہی رہتی ہیں۔

فرماتے ہیں کہ جب طالب علمی کے زمانے میں ہم مولوی نذیر حسین کے پاس گئے تو وہاں مولوی نذیر حسین صاحب ایک اور عالم صاحب سے گفتگو کر رہے تھے۔حسنین کریمین کے بارے میں جب ایک خلیفہ موجود ہو تو پھر دوسرے کو خلیفہ ہونے کی بیعت لینا کیا ضروری ہے۔

بس ہم نے جب ایسے خیالات دیکھے تو وہاں چپ چاپ چلے آئے ۔حضرت عبدالحئیٔ سرکارؒ سیّد زادے ہیں۔حضرت خواجہ غریب نواز والیٔ ہندوستان سرکار معین الدین چشتی اجمیر شریف رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصانیف میں فرماتے ہیں:

شاہ ہست حسین و بادشاہ ہست حسینؑ
دین ہست حسین و دین پناہ ہست حسینؑ



سردار نہ دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسینؑ
باغِ جہاں میں اِک گلِ رعنا تمہیں تو ہو
عالم ہے جس پہ والہ وَ شیدا تمہیں تو ہو

**بحوالہ روحِ تصوّف**

# اہلِ بیت نبوی ﷺ کا حُسنِ اخلاق

حضرت گیسودراز بندہ نوازؒ صفحہ ۵۷۔۵۹ فرماتے ہیں:

حضرت امام حسین علیہ السلام کو کسی لونڈی نے آپ کی خدمتِ مبارک میں ایک سرسبز خوشنما ڈالی پیش کی۔امام عالی مقام نے خوش ہو کر فرمایا: جاؤ میں نے تمہیں آزاد کیا۔لوگوں نے عرض کیا: یا ابن رسول اللہ ﷺ آپ نے ایک سرسبز ڈالی کے عوض میں لونڈی کو آزاد کر دیا؟ امام عالی مقام نے فرمایا خدائے تعالیٰ کا حکم ہے ''واذا حُیّیتم بتحیّۃ فحیّو باحسن منھا'' پارہ ۵/سورۃ النساء، ترجمہ: اگر تمہاری خدمت میں کوئی ہدیہ پیش کرے تو تم اس کے بدلے میں اُس سے اچھا ہدیہ پیش کرو۔

# حضرت امام حسین کا کردار:

اسی طرح ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنے کسی غلام پر غصّہ آ گیا یعنی آپ غلام پر خفا ہو گئے تو غلام نے عرض کیا: ''والکاظمین الغیظ'' ترجمہ: ایمان دار آدمی غصّہ کو پی جاتے ہیں۔امام علیہ

السلام نے فرمایا: اچھا تم نے جو کچھ کیا میں نے اسے برداشت کیا۔ پھر غلام نے عرض کیا: ''والعافین عن الناس'' ترجمہ: ایماندار لوگ خطا کو معاف کر دیتے ہیں: امام علیہ السلام نے فرمایا: اچھا میں نے معاف کیا۔ پھر غلام نے عرض کیا: ''واللہ یحبّ المحسنین'' پارہ ۵۔ ترجمہ: اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا: جاؤ میں نے تمہیں آزاد کیا۔

## محبت اہلِ بیت ''قرآن کریم سے''

ارشادِ ربّانی: **قل لا أسألکم علیه أجراً الّا المودّة فی القربیٰ** ۔ترجمہ: میں تم سے قرآن کی اجرت نہیں چاہتا مگر اپنے اہلِ بیت کی محبت چاہتا ہوں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت سے محبت رکھنا ہمارا اوّلین فرض ہے۔

شیعہ اور سنّی کا فرق یہ ہے شیعہ حضرات خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بُرا کہتے ہیں وہ اسلام کے خلاف ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سخاوت بہ حوالہ تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۹

## سخاوت

آپ جب آغوشِ اسلام میں آئے تو آپ کے پاس چالیس ہزار درہم کا سرمایہ تھا۔ اُس میں سے پینتیس ہزار تو آپ نے مکّہ مکرمہ میں ہی اسلام اور بانیٔ اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و حمایت پر خرچ کر دئے اور باقی پانچ ہزار ہجرت کے بعد مدینہ شریف میں



جا کر خرچ کر دئے۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ اپنا سارا مال یہاں تک کہ اپنے جسم کے کپڑے بھی راہِ خدا میں دے دئے۔ اور آپ ایک کملی پہن کر جس میں بٹن کی جگہ ببول کے کانٹے لگا کر گھر میں بیٹھ گئے۔ اُس دن جب حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب وحی لیکر نازل ہوئے تو آپ کا بھی لباس یہی تھا۔ اللہ اکبر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرئیل علیہ السلام آج یہ اس لباس میں کیسے؟ فرمایا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج تمام فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ آج تمام فرشتے یہی لباس پہنیں جو میرے رسول کے یارِ غار نے پہن رکھا ہے۔

تجھ ہی سے تجھ کو مانگ کر مانگ لی ساری کائنات
مجھ سا کوئی گدا نہیں، تجھ سا کوئی سخی نہیں
ترے کرم سے اے نیاز کون سی شئے ملی نہیں
جھولی ہی میری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں

**بہ حوالہ کشف المحجوب صفحہ ۴۵۳**

## زکوٰۃ طریقت

ایک ظاہری عالم صاحب نے بغرضِ تجربہ حضرت شبلی علیہ الرحمہ سے دریافت کیا کہ کتنی مقدار پر زکوۃ واجب ہے؟ آپ نے فرمایا: جب بخیل کے پاس مال موجود ہو تو یعنی ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون

تولہ چاندی یعنی بخیل دوسو درہم پر پانچ درہم یعنی ہر بیس روپیہ پر آدھا دینار خرچ زکوۃ دیتا ہے۔

لیکن ہمارے طریقہ میں کسی چیز کو اپنی ملکیت میں نہ رکھنا واجب ہے تاکہ زکوۃ کی مشغولیت سے بے نیاز رہے۔اُس عالم صاحب نے پوچھا اس مسئلہ میں آپ کا امام کون ہے؟ آپ نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں کہ انہوں نے اپنے پاس جو بھی مال موجود تھا سب اسلام اور بانیٔ اسلام کی نصرت وحمایت پر خرچ کر دیا بلکہ ایک مرتبہ تو آپ کے پاس صرف وہ کملی ہی رکھی جس میں بٹن بھی نہیں تھے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماخلفت لأ ہلک؟ یعنی تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟ تو عرض کیا اللہ ورسولہٗ۔یعنی اللہ اور اس کا رسول کافی ہے۔

تجھ ہی سے تجھ کو مانگ کر، مانگ لی ساری کائنات
مجھ سا کوئی گدا نہیں، تجھ سا کوئی سخی نہیں
تیرے کرم سے اے نیاز، کون سی شئے ملی نہیں
جھولی میری تنگ ہے، تیرے یہاں کمی نہیں

**بحوالہ کشف المحجوب صفحہ ۴۳۲**

## نماز مقامِ بزرگی میں

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ حاتم اصّمؒ سے میں نے پوچھا کہ آپ نماز کس طرح ادا کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جب کہ آس کا وقت آتا ہے



تو ایک ظاہری وضو کرتا ہوں، دوسرا باطنی وضو (دل کی صفائی) ظاہری وضو پانی سے اور باطنی وضو توبہ سے۔ پھر جب مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو مسجد حرام کعبہ کے روبرو دونوں ابروں کے درمیان مقامِ ابراہیمؑ رکھتا ہوں یعنی تصوّر میں میری نظر مقامِ ابراہیم پر رکھتا ہوں۔اور اپنی داہنی طرف جنت کو اور بائیں طرف دوزخ کو دیکھتا ہوں اور خیال کرتا ہوں کہ میرے قدم پل صراط پر ہیں اور ملک الموت میرے پیچھے کھڑا ہے۔

اسی حال میں کمالِ عظمت کے ساتھ تکبیر، یعنی اللہ اکبر عزّت عظمت کے ساتھ سجدہ اور علم وقار کے ساتھ جلسہ اور شکر واطمینان کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں۔

نمازِ زاہداں محراب و ممبر
نمازِ عاشقاں اللہ اکبر
اب تو پڑھ لے نماز فنا خونِ جگر سے کر کے وضو اللہؑ اللہؑ

## بیانِ وضوئے طریقت

لہذا مناسب ہے کہ ظاہری طہارت باطنی طہارت کے موافق ہو۔مطلب یہ ہے کہ جب ہاتھ دھوئے تو چاہئے کہ دل سے دنیا کی محبت دھو ڈالے۔اس طرح جب ظاہری گندگی کو دھوئے تو مناسب ہے کہ دل سے غیر خدا کی محبت کو بھی دھو ڈالے۔جب منہ میں پانی ڈالے یعنی کلی کرے تو مناسب ہے کہ منہ کو غیر خدا کی یاد سے پاک کر لے یعنی دنیاوی باتیں نہ

کرے۔ جب ناک میں پانی ڈالے تو سزاوار ہے کہ شہوتوں کو اپنے اوپر حرام گردانے اور جب چہرہ دھوئے تو مناسب ہے کہ تمام اُلفتوں سے یکدم کنارہ کش ہو جائے یعنی آنکھوں سے حرام نہ دیکھے اور حق کی طرف متوجہ ہو جائے۔اور جب ہاتھ دھوئے ( کہنیوں تک ) تو اپنے نصیبوں سے دست کشی ہو جائے یعنی دنیا سے ہاتھ اُٹھالے۔سر کا مسح کرے تو مناسب ہے کہ اپنے معاملات کو یعنی خیالات کو حق تعالیٰ کی طرف سپرد کردے اور جب پاؤں دھوئے تو زیبا ہے کہ فرمانِ الٰہی کے خلاف یعنی برائی کی طرف نہ رُکے۔ہر چیز پر قائم رہنے سے بچنے کی نیت کر لے جب اس پر عمل کرے گا تو حق تعالیٰ کی طرف اُسے دونوں جہان کی طہارت حاصل ہو جائے گی۔

## نصیحتِ نماز

واضح رہنا چاہئے کہ شریعت میں نماز ایسی عبادت ہے کہ جس سے ابتداء و انتہاء میں مریدین راہِ حق پاتے ہیں اور اُن کے مقامات بلند ہوتے ہیں اور ان کو مقامِ کشف و الہام عطا ہوتا ہے۔ چنانچہ فرائضِ نماز مریدوں کو لیے طہارت توبہ کا مقام ہے، اور پیروی قبلہ شناسی کا قائم مقام ہے۔مجاہدۂ نفس قیام کا قائم مقام ہے، ذکر الٰہی پر مداومت قرأت کا قائم مقام ہے اور قرأت قرآن کا قائم مقام ہے۔تواضع رکوع کا قائم مقام ہے۔معرفتِ نفس کا قائم مقام سجود کا ہے۔مقامِ امن ،تشہّد کا قائم مقام



ہے۔ دنیا سے علیحدگی سلام کا قائم مقام ہے۔ مقامات کی قید سے خلاصی پانے کا قائم مقام ہے۔

اذان دے گئی حضرت بلال کو ہستی
نماز پڑھ گئے دنیا میں کربلا والے
تو بھی ایسی پڑھ لے نماز فنا
خونِ جگر سے کر کے وضو اللہ ' اللہ '

**لطیفہ= دینی طریقہ پر**

## ''ذکر شیعہ قرآن میں''

ایک شخص شیعہ تھے انہوں نے کہا کہ شیعوں کا ذکر تو قرآن میں بھی ہے۔ بھلا کہیں اہلِ سنّت والجماعت کا بھی ذکر ہے؟ تو بزرگ نے فرمایا: ''انّ الذین فرّقوا دینہم وکانوا شیعاً لستَ منہم فی شئیً'' قرآن میں شیعہ کا ذکر تو ہے مگر تفرقہ ڈالنے والوں کی حیثیت سے ہے۔شیعہ صاحب چپ سے رہ گئے اور جواب نہ ملا۔



# بیانِ حج، بزرگی میں

ایک شخص جنید بغدادی رحمۃ اللہ کے پاس آئے۔آپ نے اُن سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے تو؟ انہوں نے کہا حج کر کے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا حج کرلیا؟ انہوں نے کہا ہاں۔آپ نے فرمایا: جب تم گھر سے چلے وطن سے کوچ کیا تھا تو تم نے اس وقت گناہوں سے بھی کوچ کرلیا تھا؟ انہوں نے کہا نہیں۔آپ نے فرمایا: پھرتم نے کوچ ہی نہیں کیا۔یعنی گناہ نہیں چھوڑے۔اس کے بعد فرمایا: جب تم گھر سے چلے اور ہر منزل پر رات کو قیام کیا تو کیا تم نے راہِ حق کا قیام بھی طے کیا؟ انہوں نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: تم نے کوئی منزل طے نہیں کی۔ پھر فرمایا: حب تم نے میقات سے احرام باندھا تھا تو کیا تم بشری صفات سے جدا ہو گئے تھے۔ جیسے کہ کپڑوں سے جدا ہوئے تھے؟ انہوں نے کہا نہیں۔فرمایا تم محرم بھی نہ ہوئے۔ پھر فرمایا: جب تم نے عرفات کے میدان میں وقوف کیا تھا تو کیا مجاہدہ کے کشف میں بھی وقوف کیا تھا؟ انہوں نے کہا: نہیں، پھر آپ نے فرمایا: تمہیں عرفات کا وقوف بھی میسّر نہیں آیا۔ پھر فرمایا جب تم مُزدلفہ اُترے تھے اور تمہاری مراد برآئی تھی تو کیا تم نے تمام نفسانی خواہشات کو چھوڑ دیا تھا؟ انہوں نے کہا نہیں۔فرمایا تو بس مزدلفہ کا نزول بھی حاصل نہ



ہوا۔ پھر فرمایا: جب تم نے خانہ کعبہ کا طواف کیا تھا تو تم نے اپنی سر کی آنکھوں سے مقامِ تنزیہ میں حق تعالیٰ کے جمال کے لطائف کو بھی دیکھا تھا ؟ انہوں نے کہا: نہیں۔فرمایا بس تو طواف بھی حاصل نہ ہوا۔ پھر فرمایا: جب تم نے صفاء اور مروہ کے درمیان سعی کی تھی تو صفا کے مقام اور مروہ کے درجہ کا ادراک کیا تھا؟ انہوں نے کہا: نہیں، فرمایا: ابھی سعی بھی نصیب نہ ہوئی۔ پھر فرمایا: جب منیٰ میں آئے تھے تو کیا تمہاری ہستی یاں تم سے جدا ہو گئی تھیں؟ انہوں نے کہا: نہیں، فرمایا: ابھی تم منیٰ بھی نہیں پہنچے۔ پھر فرمایا: جب قربان گاہ میں تم نے قربانی کی تھی، اس وقت نفسانی خواہشات کو بھی تم نے قربان کر دیا تھا؟ انہوں نے کہا: نہیں، فرمایا: بس تو قربانی بھی نہیں ہوئی۔ پھر فرمایا: جب تم نے جمرات کے میدان میں سنگریزے سے سنگریزے پھینکے تھے (یعنی کنکریاں) اس وقت تمہارے ساتھ جو نفسانی تمنائیں تھیں کیا اُن کو بھی پھینک دیا تھا؟ انہوں نے کہا: نہیں، فرمایا: تم نے سنگریزے بھی نہیں پھینکے۔ اور حج بھی نہیں کیا۔ جاؤ ان صفات کے ساتھ پھر حج کرو تا کہ مقامِ ابراہیم علیہ السلام تک رسائی ہو۔

## قیام صلوۃ وسلام:

رسول علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم

**قیامِ میلاد کے متعلق دو گروہ ہیں:**

ایک گروہ قیام کو جائز اور مستحسن سمجھتا ہے اور دوسرا گروہ ناجائز

کہتا ہے۔ خدا کے نزدیک دونوں میں سے ایک تو حق پر ہوگا۔ اور قیامت میں دونوں گروہ پیش ہوں گے۔

اگر نا جائز کہنے والا گروہ غلط ثابت ہوا تو بے ادبی کی گرفت میں سزایاب ہوگا اور جائز کہنے والا گروہ غلط نکلا تو ادب کرنے کے جرم میں سزایاب ہوگا۔ لہذا ادب کر کے سزا پانا بے ادبی کر کے سزا پانے سے بہتر ہے۔ اور یہ امّید نہیں کی جاسکتی ہے کہ ہمیں اُس کے محبوب کے ادب کرنے کی بنا پر سزا ملے۔

وما توفیقی الا باللہ

## ارشادِ فخر العارفین حضرت قبلہ مولانا عبدالحیٔ چاٹگام بنگالیؒ

فرمایا ارکانِ حج میں یہ بھی داخل ہے کہ بیرونِ جات سے جو لوگ مکہ مکرّمہ میں داخل ہوتے ہوں تو احرام بند داخل ہوں اس لیے کہ جب کوئی مکہ معظّمہ میں باہر سے آتا ہے تو احرام باندھے ہوئے آتا ہے۔ اور مدینہ منوّرہ سے چلتے ہیں تو کچھ لوگ وہیں سے احرام باندھ لیتے ہیں۔ اور کچھ راستہ میں احرام بند ہوتے ہیں۔ اگر حق سبحانہٗ تعالیٰ تم لوگوں کو حج نصیب کرے تو مدینہ طیّبہ مسجدِ نبویؐ سے احرام دیتے ہوئے تب مکہ معظّمہ آنا۔ ہم کو اسی میں ذوق معلوم ہوتا ہے۔



## بیان روزہ کا

روزہ کی حقیقت رکنا ہے۔ اور پوری طریقت اس میں پنہاں ہے۔ رُکے رہنے کے شرائط بہت ہیں۔ مثلاً معدے کو کھانے اور پینے سے روکے رکھنا۔ اور آنکھوں کو شہوانی نظر اور کانوں کو غیبت سُننے سے روکے رکھنا۔ اور زبان کو بیہودہ اور فتنہ انگیز باتیں کرنے سے روکنا اور جسم کو دنیاوی تمام برائی اور مخالفتِ حکم الٰہی سے روکے رکھنا۔ اسی کا نام روزہ ہے۔ جب بندہ ان تمام شرائط کی پیروی کرے گا تب ہی حقیقت میں روزہ دار ہوگا۔

**توکّل کی ایک ادنیٰ شاخ**

یہ ہے کہ متوکل کے ذمّہ کسی کا مطالبہ کسی قسم کا نہ ہو اور نہ متوکل کسی پر مطالبہ رکھتا ہو دنیاداری کے پردہ میں دینداری اچھی چیز ہے مگر دینداری کے پردہ میں دنیاداری بہت خراب ہے۔

''استغفر اللہ ربی من کلّ ذنب واتوب الیہ'' ۔فاعل مختار ہے اللہ جو چاہے کرے، بندہ بیچارہ سراپا عاجز مجبور ہے۔

## ولایت ظلّ نبوّت ہے

یعنی نبوّت کا عکس ولایت میں ہے۔ اس لیے رفتار اولیاء رفتار انبیاء کے قدم بہ قدم ہے۔ نبوّت کے بعد مرتبۂ ولایت ہے اللہ نے اولیاء اللہ کو اپنا دوست قرار دیا ہے اور نبوّت کے بعد دین کا زیادہ کام اولیاءِ کرام نے ہی انجام دیا ہے۔ جیسے حضرتِ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت خواجہ معین الدین

چشتی اجمیریؒ اور بے شمار اولیاء کرام ایسے ہوئے ہیں۔ شرائط انبیاء کرام اور اولیاء کرام کے ایک جیسے ہی ہیں ( مگر مرتبہ میں فرق ہے ) جیسے کہ فرض نماز اور نفل نماز کے مرتبہ میں فرق ہے۔ مگر ان کے شرائط ایک ہی ہیں۔

۱۔ البتہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہیں

۲۔ اور حضرات اولیاء اللہ محفوظ ہیں۔

کتابوں میں اس کی بہت بڑی بحث ہے مگر مختصر پر اکتفا کرتا ہوں۔ سیرت فخر العارفین میں حضرت شیخ عبدالحئ چاٹ گام بنگالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک حضراتِ انبیاء کرام اور اولیاء اللہ میں فرق یہ ہے کہ نبی معصوم اور مسلوب المادّہ اور ولی محفوظ غیر مسلوب المادہ ہے اولیاء اللہ کثرتِ ریاضت اور رحمتِ خداوندی سے درجۂ محفوظ میں پہنچتے ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے بچاتا ہے اور ان کی حفاظت فرماتا ہے۔ دونوں کا فرق عبارتِ ذیل سے ظاہر ہے۔

۱۔ انبیاء علیہم السلام معصوم اور خطا سے بری ہیں۔

۲۔ سوتے جاگتے ہر حالت میں بیدار اور ہوشیار ہیں۔

۳۔ اور غفلت سے مُبرّا خواب سے ان کا وضو نہیں جاتا۔

۴۔ وحی کے سمجھنے میں ان سے غلطی نہیں ہوتی۔

۱۔ مگر اولیاء اللہ محفوظ ہیں۔ الہام کے سمجھنے میں صاحبِ ولایت سے غلطی ممکن ہے۔

۲۔ اولیاء کرام سے عزل کا امکان ہے۔ مگر معاذ اللہ انبیاء علیہم السلام



سے عزل نہیں ہے۔ اولیاء اللہ اس لیے ہمیشہ خائف وترساں رہتے ہیں کہ اگر کوئی قصور ہو گیا اور معاف نہ ہوا تو بس معزول۔ **اللھم احفظنا۔**

## رموز طریقت وشریعت

ولایت کے لیے دو باتیں شرط ہیں:

۱۔ اول شق الصدر، یعنی شرح صدر

( سینہ چاک ہونا، آلائش کا پاک ہونا )

۲۔ معراج۔

نبوّت بغیر شق الصدر نہیں ہے۔ ولی بھی بغیر شق الصدر نہیں ہوتا۔ نبوّت اور ولایت کے لیے معراج اور شق الصدر ضروری ہے۔ البتہ ہر ایک نبی اور ولی کی معراج میں اور شق الصدر میں اس کی نوعیت کا فرق ہے۔ کسی کو عالمِ بیداری میں اور کسی کو عالمِ رویاء میں۔

جناب نبیٔ کریم علیہ التحیّۃ والتسلیم کو شق الصدر یعنی سینہ کو چاک کر کے آلائش کا پاک کرنا تین بار ہوا۔ کیفیت اس کی وہی جانتا ہے جس پر شق الصدر ہوا ہو۔ دوسرا انہیں سمجھ سکتا۔ علیٰ ہذا معراج کسی کو عرش پر اور کسی کو کوہِ طور پر کسی کو بطنِ ماہی میں یعنی مچھلی کے پیٹ میں۔ اور نبی کو ظاہر میں اور ولی کو ظاہر یا باطن میں۔

موسیٰ سرِ طور آمدِ عیسیٰ بفلکِ ماند

احمد برحق نازو ہر کار ہے وہر مردے

## یہ شعور بیس برس کے بعد ہوتا ہے

## ولی را ولی می شناسد

ایک تجلّی ذاتی ہوتی ہے اور ایک صفاتی، بعضے انبیاء کرام تجلّیاتِ ذاتی سے اور بعضے تجلّیاتِ صفاتی سے ہیں۔ لیکن ان تجلّیاتِ ذاتی وصفاتی کا بالامتیاز سمجھنا کہ یہ اولیاء اللہ، انبیاء علیہم السلام کسی تجلیات سے ہیں۔ جن میں سے بعض تو تجلّیاتِ ذاتی اور بعض تجلّیاتِ صفاتی سے ہیں۔ لیکن اس کی تمیز کہ کونسے اولیاء اللہ انبیاء علیہم السلام کی ذاتی تجلیات یا صفاتی تجلّیات سے ہیں یہ جاننا بہت مشکل ہے۔ اور دشوار ہے۔ اس کا شعور بیعت سے اس کا شعور بیعت سے بیس برس کے بعد مشاہدہ کے تحت ہوتا ہے۔ ہر ایک شخص اس کے سمجھنے سے قاصر ہے۔

طے کسی نے نہیں کیا ذکرِ لسانی سے سلوک
صورتِ رشتہ سچا ہے دل میں رشتہ پیر کا

بے کتاب بے موید اوستا
بنی اندرِ دل علوم ِ انبیاء





## اسم اعظم

یک زمانہ با صحبتِ اولیاء
بہتر صد سالہ طاعتِ بے ریا

فرمایا بتاؤ اسماء الٰہی میں ''اسم ذات'' اللہ کے سوا وہ کونسا نام ہے جس کے تحت باقی تمام اسماء اور تمام صفاتِ الٰہیہ ہیں اور اس اسمِ الٰہی پر باقی تمام صفتوں کی ہستی موقوف ہے۔ اگر وہ صفت نہ ہوتو پھر تمام صفتیں بیکار ہیں۔ فرمایا: یہ صفت اللہ جلّ شانہٗ کے اسم 'حیّ' میں ہے۔ اگر یہ صفت نہ ہوتو اور باقی تمام صفتوں کا ہونا ناممکن ہے۔ پس یہ صفت تمام صفات کاملہ الٰہیہ کی اصل اور موقوف علیہ ہے۔

## اولیاء کرام سے کشف کرامات ظاہر ہونے کی وجہ

ارشاد فرمایا: امّتِ مرحومہ کے حضرات اولیاء اللہ سے کشف و کرامات کا زیادہ ظہور ہوا ہے۔ اس قدر ظہور کشف و کرامات کا حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہ سے نہیں ہوا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے حضرات اولیاء اللہ کو جو کشف کرامات دئے ہیں تو اُن کا یقین کامل اور تکمیل ایمان. کے لیے دئے ہیں۔ صحابہ کرام کو تو حضرتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری نصیب تھی۔ ہر طرح کا یقین اور تکمیل ایمان دولتِ حضوری اور آپ کے معجزات سے ان کو حاصل تھا۔

حضرات اولیاء اللہ جو آپ کی امّت میں ہوئے ہیں ظاہری

حضوری نہ تھی۔ پس ان سے انکی زیادتی یقین اور اذعان کے لیے کشف و کرامات کا زیادہ ظہور ہوا ہے۔ لیکن انبیاء علیہم السلام معجزات سے اور اولیاء کرام کرامات سے ہمیشہ خائف اور ترساں رہے ہیں۔ ان کے بر خلاف ساحر اور جادوگر اپنے سحر اور جادو سے نہیں ڈرتے ہیں۔ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نے اس مضمون کو بہت وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

## سماع کے آداب

سماع کے آداب سے یہ ہے کہ باوضو رہے اور مؤدّب بیٹھے۔ اور دورانِ سماع کچھ نہ کھائے اور نہ پیئے اور بلا ضرورت کلام بھی نہ کرے۔ وقت سماع یکسوئی میں مشغول رہے۔ لوگوں کے حال قال کی طرف تماشائی نہ بنے۔ ہاں اگر ضرورت پیش آئے تو صاحبِ حال کو سنبھالے۔ تاکہ صاحبِ حال کو کوئی اور صدمہ نہ پہنچے۔ اگر صاحبِ حال چت لیٹا ہے تو اُسے کسی کروٹ سے لٹا دے۔ چت نہ رہنے دے اسمیں تکلیف کا اندیشہ ہے۔ صاحبِ حال کی تعظیم کرے اگر بےخودی میں لیٹا ہے تو اسے اولانگھ کر نہ جائے کہ اس کا قلب جاری ہے وہ ذاکر ہے اور ذکر قابلِ تعظیم ہے۔ صاحبِ حال کے ہاتھ پاؤں کو حرکت سے باز نہ رکھے۔ کسی کے حال کو روکنا طریقت میں منع ہے۔ اس سے اس کو حبس پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن شیخ بعض وقت مصلحتاً و تعلیماً ایسا تصرّف کر سکتا ہے۔ سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ



حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ محفلِ سماع میں رقص ہاتھ اٹھا کر، یعنی ہاتھ اوپر اٹھا کر رقص کرتے تھے۔ حضرت نظام الدین محبوب الٰہیؒ نے ان کے ہاتھ کو نیچے کر دیا اور فرمایا کہ تم دنیاداری سے تعلق رکھتے ہو تم کو نہیں لائق ہے کہ سر سے اونچا ہاتھ کر کے رقص کرو۔ اس روز سے حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ مُٹھی باندھ کر ہاتھ نیچے کر کے ہمیشہ رقص کرتے تھے۔

## شیخ کا ادراک، احوالِ مرید میں

سماع میں حال طاری ہونے کے وقت صاحبِ حال کے افعال و حرکات مختلف ہوتے ہیں۔ شیخ پر ان حرکات کا منشاء بعض اوقات ظاہر ہوتا ہے اور شیخ اس بات کا ادراک کر لیتا ہے اور جان لیتا ہے۔ مثلاً مرید کے ہاتھوں کی حرکت سے اور اس کے قدم مارنے یا اور کسی دوسری حرکت سے شیخ سمجھ لیتا ہے کہ مرید نے یہ فعل اس وجہ سے اور اس خیال سے کیا اور یا اس کے قلب میں اب کتنی قوّت آئی مگر یہ ادراک اس وقت ہوگا جس وقت کے خود شیخ کا قلب بھی تعلقات سے سالم ہوگا۔ اُس وقت مرید پر غور کرنے سے وہ بات کو پہچان لے گا

اور اس امر کے جان لینے سے شیخ کے قلب پر رُعب و ہیبت طاری ہوگی۔

# جوازِ سماع ’حدیث شامی‘

اقوالِ فقہاء میں سے علامہ شامی کا قول ارشاد فرمایا: (ردّ المختار جلد خامس صفحہ ۳۴۳)

میں جواز سماع کے متعلق لکھا ہے کہ اُن آلات پر حکم حُرمت ولہو ولعب کا جاری نہ ہوگا جن آلات پر لے، ساداتِ صوفیاء نے گانا سنا ہے۔ چنانچہ علامہ شامی فرماتے ہیں:

**وھذا یفیدان آلتہ الّھو لیست محرمۃ لعینھا بل لقصد اللھو منھا امّا من سامعھا او من المستغل بھا وبہ تشعر صافتہ الا تری ان ضرب تلک الآلۃ بعینھا حلٌ تارہ وحرمٌ اُخریٰ باختلاف النیّۃ. والأمور بمقاصدھا وفیہ دلیلٌ لساداتنا الصوفیۃ الذین یقصدون بسماعھا أموراً ھم اعلم بھا فلا یبادر المعترض بالانکار کی لا یحرم برکتھم فانّھم السادۃ الأخیار امرنا اللہ بامداداتھم وأعاد علینا من صالح دعواتھم وبرکاتھم.**

## ترجمہ جلد خامس

ردّالمختار شامی کی یہ عبارت جونوبت نقّارہ بجانے کے متعلق ہے، یہ فائدہ دیتی ہے کہ بیشک کوئی آلہ لہو ذاتہ حرام نہیں ہے بلکہ اس وقت حرام ہوگا جب کہ وہ قصد لہو کے ساتھ ہو۔ اور قصد لہو کی تعیین کے آیا لہو ہے یا



نہیں اس کا علم یا تو سامع کے اعتبار سے ہو یا بجانے والوں کے اعتبار سے۔ یعنی اگر سامع اور بجانے والے کا مقصد لہو ہوگا تو حرام ہوگا اور عبارت ’’ان آلتہ اللھو لیست محرمّۃ‘‘ میں اضافت لفظ کی جو اللھو کی طرف ہے یہ اس بات کی خبر دیتی ہے کہ اگر قصد لہو بھی مقصود ہو تو حرام ہوگا۔ نیز یہ کہ ہر آلہ آلۂ لہو نہیں ہے۔ اسی لیے تو آلہ پر لہو کی اضافت کی گئی ہے۔

کیا تم نہیں دیکھتے ہو بعینہ ان آلات کا بجانا حسب اختلاف نیت کبھی تو حرام ہے اور کبھی حلال اور افعال کا حکم نیت ساتھ ہوا کرتا ہے جیسی نیت ویسا حکم اور اس میں ہمارے ساداتِ صوفیاء کے لیے دلیل ہے۔

# جوازِ سماع حدیث نسائی شریف

**باب اعلان النکاح**

**عن عامر بن سعدؓ قال دخلت علیّ قرظۃ بن کعبؓ وابی مسعودؓ الانصاری فی عرس واذا جوارِی نغنین انتماء صاحبا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واھل بدر یفعل ھذا کم فقال اجلس ان شئتَ فاسمع معنا، وان شئتَ فاذھب فانہ قدرُ خِص لنا فی اللھو عند العرس** (رواہ النسائی)

ترجمہ: عامر بن سعدؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ قرظۃ بن کعبؓ اور ابو مسعود الانصاریؓ کے پاس جبکہ ایک شادی کی مجلس تھی آیا۔

اتفاقاً اس وقت لونڈیاں گانا گا رہی تھیں، میں نے کہا کہ آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور اہل بدر سے ہیں آپ کے سامنے یہ گانا بجانا کیا امر ہو رہا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دونوں صحابیوں نے فرمایا: اگر تمہارا دل چاہے تو ہمارے ساتھ بیٹھ کر یہ گانا بجانا سنو، جی نہ چاہے تو چلے جاؤ، بے شبہ ہمیں بارگاہِ رسالت سے اس کام کی شادی کے موقع پر اجازت دی گئی ہے۔

# جوازِ سماع مشکوۃ شریف

## باب اعلان النکاح

مشکوۃ شریف کی پہلی حدیث باب اعلان النکاح کی ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام ایک نکاح میں تشریف لے گئے جہاں انصار کی کچھ بچّیاں دُف بجا کر جنگ بدر کے مقتولین کے مرثیہ کے گیت گانے لگیں۔ ان میں سے کسی نے یہ مصرعہ پڑھا ''وفینا نبیٌ یعلم ما فی غد'' ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں، تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: یہ چھوڑ دو اور وہی گائے جاؤ جو پہلے گا رہی تھیں۔

# قواعد حدیث

اسناد کے لحاظ سے حدیث کی بہت قسمیں ہیں، مگر ہم صرف تین قسمیں بیان کرتے ہیں جو ضروری ہیں حدیث صحیح، حسن، اور ضعیف۔ پہلی دو قسمیں صحیح اور حسن احکام اور فضائل سب میں معتبر ہیں لیکن حدیث ضعیف



صرف فضائل میں معتبر ہیں، احکام میں معتبر نہیں۔ یعنی اس سے حلال وحرام کے احکام ثابت نہ ہوں گے۔ ہاں اعمال یا کسی شخص کی عظمت وفضیلت ثابت ہو سکتی ہے۔

اور حدیث ضعیف حسب ذیل چیزوں سے حسن بن جاتی ہے۔ جیسے دو یا زیادہ سندوں سے روایت ہو جانا۔ اگر چہ وہ سب اسنادیں ضعیف ہوں، یعنی اگر ایک حدیث چند ضعیف روایتوں سے مروی ہو جائے تو اب وہ ضعیف نہ رہی حسن بن گئی۔

علماء کاملین کے عمل سے ضعیف حدیث حسن بن جاتی ہے یعنی اگر حدیث ضعیف پر علماء دین عمل شروع کر دیں تو وہ ضعیف نہ رہے حسن ہو جائے گی، زیادہ معلومات کے لیے ''جاء الحق'' حصّہ دوم کا مطالعہ کریں۔ محمد صابر عابدی ابوالعلی

# حال قال مرید

مرید کو ابتدائی دور میں جوش وکیفیت حال وغیرہ آنا بہتر ہے۔ لیکن جب خوب اچھی طرح سماع کو سمجھنے لگے تو اب اس کو چاہئے کہ ضبط وبرداشت رکھے۔ مثلاً جس طرح چاول کچّے کو ابالیں تو ذائقہ دار بنے گا اور پکے ہوئے کو ابالیں تو خراب ہوگا۔ شعر

غرض کچّے کو جوش آئے تو دونا ہو مزہ پیدا
بنے بد ذائقہ اُبلے اگر پکا ہوا دانہ

# رازِ فنا

**دُرویش**

مسلمان مذہب کے فقیر، عیسائی مذہب کے راہب اور ہندو مذہب کے جوگی اور بدھ مذہب کے پھُنگی وغیرہ جتنے سالک ہوتے ہیں ان کے دلوں میں ایک زمانۂ دراز تک ریاضت کرنے سے ایک قوّت مؤثرہ اس طرح پیدا ہو جاتی ہے جس سے بے شمار کشف وکرامات اور استدراج کا ظہور ہوتا ہے۔ اور وہ قوّت ان کے مرنے کے بعد بھی قائم رہتی ہے۔مگر افسوس سب کو یہ مقام فنا حاصل نہیں ہوتا۔

**فنا سے سات درجے ھیں:**

۱۔جمادی،۲۔نباتی، ۳۔حیوانی،۴۔انسانی،۵۔ ملکوتی،۶۔جبروتی،۷۔لاہوتی پہلے چار درجوں کی فنا کو فنائے ناسوتی کہتے ہیں۔اور ہر ایک مذہب کے سالک کو فنائے ناسوتی حاصل ہوسکتی ہے۔مگر مؤخر الذکر یعنی باقی تین درجات یعنی ملکوتی، جبروتی اور لاہوتی بس صرف اسلام ہی کے لوگ یعنی پاک سالکوں کے سوا ناپاک سالکوں کو حاصل نہیں ہوسکتی۔

## قوتِ مؤثرہ کی تفصیل

ہندوستان میں جیسا کہ مشہور ہے علاء الدین کا چراغ یا شیخ صدّو میاں پہلوان وغیرہ یہ ناپاک خبیث ہیں جو لوگوں کو ستاتے ہیں اور تکلیف پہنچاتے ہیں تو آپ بتایئے کہ یہ کیا چیز ہے۔جب انسان کا انتقال ہو جاتا



ہے اور اس کے جسم سے روح نکل جاتی ہے تو اب وہ مردہ بے جان لاش، پھر اس انسان کے مرجانے اور دنیا سے گزر جانے کے بعد یہ کیا چیز ہے۔جو اس عالم میں ظاہر ہوتی ہے۔اور تصرّفات کرتی ہے۔جس طرح شیخ صدّو وغیرہ کے بعد ظاہر ہوتی ہے۔

جواب: بس یہ ہی انکی قوّتِ مؤثرہ ہے، اور قوّت مؤثرہ کیسے حاصل ہوتی ہے آگے سمجھنے کو پڑھ لیں۔اس سے پہلے ثبوت دلائل شرعیہ۔

## ثبوت دلائل شرعیہ سے مقام نیک و بد روحوں کا

قرآن کریم اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس آدمی کا انتقال غیر ایمان یعنی کفر پر ہوا اس کی روح ''سجّین'' میں جاتی ہے۔اور جس آدمی کا انتقال ایمان کی حالت میں ہوا ہو اس کی روح ''علّیین'' میں جاتی ہے اور جسم قبر میں رہتا ہے اور دونوں طرح کی روحیں قیامت تک وہیں اپنے اپنے مقاموں میں محفوظ رہتی ہیں۔قرآن فرماتا ہے: ''ان کتاب الفجّار لفی سجّین وما ادراک ماسجّین کتاب مرقوم'' (پارہ عم) یہ مقام بدکاروں کا ہے اور نیکوکاروں کا مقام ''ان کتاب الابرار لفی علّیین وما ادراک ماعلّیون کتاب مرقوم'' یہ مقام نیکوکاروں کا ہے، جس میں نامۂ اعمال کا دفتر ہے لکھا ہوا۔

تو پھر شیخ صدّو وغیرہ سے جو تصرّفات اس دنیا میں ہوتے ہیں وہ دراصل ان کی روح کے تصرفات نہیں ہوتے کیونکہ ان کی روح تو اپنے مقام

میں محصور و محفوظ ہے۔ بلکہ یہ تو انکی قوّتِ مؤثرہ کے ناپاک تصرفات ہیں۔

## قوّتِ مؤثرہ کیا چیز ہے؟

سالکوں میں جو مرتاض لوگ ہوتے ہیں اور ذکر اشغال اور ریاضت اور وضائف میں مشغول رہتے ہیں تو کثرتِ ریاضت کی وجہ سے پہلے ان کے فضائے قلب میں گرم ہوا یعنی حرارت پیدا ہوتی ہے اور ایک زمانۂ دراز تک ریاضت ومجاہدہ وتصفیہ وتجلّیہ کرنے سے یہ قوّت انکے دلوں میں اس طرح پیدا ہو جاتی ہے جس سے بے شمار کشف وکرامات یا استدراج کا ظہور ہوتا ہے۔ اس کو اصطلاح میں قوّت مؤثرہ کہتے ہیں۔ اور دوسرا طریقہ قوّت مؤثرہ کا وِراثتاً حاصل کرنے کا یہ ہے کہ کسی درویش باعمل عامل سے یا مؤکلی فقیر کی قوّتِ مؤثرہ سے کسی سالک کے دل میں قوّت پیدا ہو جائے۔ اس کو ولادت معنوی کہتے ہیں ولادتِ معنوی کے ساتھ ساتھ بغیر ریاضت کے وراثتاً اسے قوّت مؤثرہ حاصل ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ بادشاہ کے مرنے کے بعد ولی عہد کو سلطنتِ وراثت ملتی ہے۔ مگر فنا ہر ایک کو حاصل نہیں ہوسکتی۔ ہاں جس سالک کی یہ قوت ترقی کرتی کرتی فنا کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے بس فنا اسی کو حاصل ہوتی ہے۔ وقت اسمیں بیس برس سے پہلے کا نہیں ہے۔

## شناخت ولادت معنوی کی

ولادت معنوی جس کو حاصل ہوتی ہے اس کے دل میں ایک بچہ



کی صورت ہو جاتی ہے اور اگر انسانی صورت کی قوت سے ولادت ہے تو اس بچہ کی صورت بھی انسانی ہوگی۔ اور اگر حیوانی صورت کی قوت سے ولادت ہے تو اس بچہ کی صورت بھی حیوانی ہوگی وہ حیوانی شکل میں نمودار ہوتی ہے۔ اور بڑا بھی اتنا ہی ہوتا ہے جتنا بڑا حیوان یا انسان کا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر وہ بتدریج بڑھتا جاتا ہے اور بیس برس کے بعد وہ پورا جسم اور طاقت ور ہو جاتا ہے۔ گویا حدِّ بلوغ کو پہنچ گیا اور بیس سال سے کم میں وہ کسی طرح اپنی پوری طاقت اور جسامت کو نہیں پہنچ سکتا۔

## خلاصہ قوّت مؤثرہ

۱۔ قوّت مؤثرہ ذات سے علیحدہ صفات ہے۔
۲۔ قوّتِ مؤثرہ پر ہلاکت اور قتل وارد ہوسکتا ہے۔
۳۔ ناپاک فقیری سے ناپاک قوّت وولادت ہوتی ہے۔
۴۔ پاک فقیری سے پاک ولادت ہوتی ہے۔
۵۔ قوّت مؤثرہ نتیجۂ اعمال ہے خواہ عمل اسماءِ حسنیٰ جمالی کی تاثیر کا ہو یا خواہ جلالی کی تاثیر کا۔
۶۔ قوّت مؤثرہ روح کی صفت ہے اور اس پر سلب وارد ہوسکتا ہے۔

مردہ اور زندہ دونوں کی قوّت سے ولادت معنوی کا یکساں ظہور ہوتا ہے۔ البتہ فرق اتنا ہے کہ اگر زندہ سے ولادت ہے تو جب تک والد معنوی زندہ رہے گا اس وقت تک مولود میں اس کی تاثیر یا علامت پائی

نہیں جائے گی اگر مردہ سے ہے تو مولود اپنے والد معنوی کی پوری طاقت فوراً حاصل کر لیتا ہے اور ولادت معنوی کے ساتھ ساتھ اس کے تمام آثار اور علامات مولود میں ظاہر ہوتے ہیں۔

## تناسخ اور ولادت معنوی کا فرق

تناسخ میں بقول حکماء ایک کی عین روح دوسرے میں داخل ہوتی ہے اور ولادت معنوی میں ایک کی قوّت مؤثرہ سے دوسرے میں ایک قوّت پیدا ہو جاتی ہے۔ عین روح نہیں جاتی وہ روح کی صفت ہے۔ ایک کی قوّت سے دوسرے میں ایک قوّت پیدا ہو جاتی ہے وہ روح کی صفت ہے، عین روح نہیں جاتی۔

## بیان اوراد و وظائف، موجودہ اذکار و اشغال

زمانۂ رسالت سے زمانۂ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ تک اوراد و وظائف یا اشغال وغیرہ کی ضرورت نہیں تھی۔ ان بزرگانِ دین کی صرف زیارت اور نظروں کی توجہات سے ہی منازل طے ہو جاتے تھے۔ جب زمانہ دور پڑا اور غفلت و معصیت زیادہ ہو گئیں تب حضرات مشائخ نے تزکیہ نفس اور تصفیۂ قلب کے لیے ذکر و اذکار اور مراقبہ و مشاہدہ کے طریقہ کتابوں میں شائع کئے ہیں۔ جیسے ذکر جلی، ذکر خفی، یا پاس انفاس وغیرہ۔ یعنی ذکر کرنے کے طریقہ الگ الگ ہیں۔



## ذکر کثیر تعداد میں کرنے کا حکم

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ ''یا ایہا الذین اٰمنوا اذکر اللہ ذکراً کثیراً'' ترجمہ: اے ایمان والو ذکر کرو اللہ کا کثیر تعداد میں۔ اب غور کرو کہ نماز میں روزہ، اور تمام فرائض کے لیے اللہ تعالیٰ نے حد اور وقت مقرّر فرمایا ہے۔ مگر ذکر کے لیے کوئی حد یا وقت مقرّر نہیں فرمایا۔ بس ذکر کثیر کا ارشاد ہوا۔ اب ذکر کی تعریف کیا ہے اور اس پر کثرت کا اطلاق کب ہوگا؟ ''واذکر اسم ربّک بکرۃ واَصیلاً'' اور اپنے پروردگار کے نام کو بکمالِ محویت یاد کرو۔ (سورہ دھر، پارہ ۲۹) اور'' واذکر اسم ربّک وتبتّل الیہ تبتیلاً'' (سورہ مزمّل، پارہ ۲۹) اور اپنے پروردکار کو یاد کرا اور سب علیحدہ ہو کر اسی کا ہو جا۔

یہ تو ذکر کی تعریف ہوئی، اب اس پر کثیر کا اطلاق اُسی وقت ہوگا جب کہ کوئی سانس ذکر اور یادِ الٰہی سے خالی نہ جائے۔

## طریقۂ درویشاں

ذکر سب و شکر ست و توحید و توکل و تسلیم و تحمل ہر کہ بدین صفتہا کہ گفتم موصوفت بحقیقت درویست۔

## ذکر اذکار میں تدریجی و ترقی کا لحاظ

فرمان حضرت شاہ عبدالحئیؒ چاٹ گام بنگالی رحمۃ اللہ علیہ ذکر و شغل

ومراقبہ، آہستہ آہستہ بڑھانا۔ اس طرح کے دماغ میں خرابی پیدا نہ ہو۔ یکبارگی محنت کرنے سے دماغ پر گرمی چڑھ جاتی ہے، پھر وہ مجذوبیت کی حالت میں آجاتا ہے۔ یہ مجذوبیت ہون ایک ادنیٰ قسم کی فقیری ہے۔ ہم مجذوبیت کو پسند نہیں کرتے۔ اگر مجذوبیت اعلیٰ درجہ کی فقیری ہوتی تو تمام انبیاء کرام مجذوب ہوتے۔ لیکن آج تک کوئی نبی اور رسول علیہم السلام مجذوب نہیں ہوئے۔ دیکھو ہمیشہ قلب کی طرف دھیان رکھنا کہ دل کی حرارت وگرمی دماغ پر نہ چڑھے جوش قلب میں رہے دماغ میں حرارت نہ آئے۔ تعلیم تو ازمہد تالحد ہے۔ اس راہ میں سخت محنت و ریاضت کی ضرورت ہے۔ آج کے دور میں یہ حال ہے ذرا سا جوش وشوق پیدا ہوا اور فقیری دم بھرنے لگی۔

## اقسامِ خلافت

حضرت محبوب الٰہی سلطان نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خلافت کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ الہامی: وہ خلافت ہے جو غیبی الہام وبشارت سے دی جائے۔

۲۔ تجربی: وہ ہے کہ پیر کسی مرید کو تقویٰ طہارت اور عبادت و ریاضت اخلاق اور دیگر کاموں میں اپنے تجربے سے جانچ کردیے۔

۳۔ سفارشی: وہ خلافت ہے کہ پیر مرشد کی خدمت میں چند اصحابِ



طریقت کسی خاص مرید کے لیے سفارش کریں اور پیرومرشد قبول فرمالیں۔

## خلافتِ انتخابی

عند الطریقت ایک قسم کی خلافت یہ بھی ہے کہ مثلاً ایک بزرگ نے اپنا خلیفہ یا جانشیں کسی کو مقرر نہیں کیا تھا اور اب ان کے وصال کے بعد حضراتِ مشائخ اور علماء صلحاء پرہیزگار لوگ مل کر ان کے کسی مرید یا اولاد میں سے کسی کو انکا جانشیں بنادیں۔ یہ صورت خلافت تقسیم کی جائے گی۔

## خلافت نعمتِ عظمیٰ ہے

"انّی جاعلٌ فی الأرض خلیفة" ہم اپنے خلیفہ زمین پر بنائیں گے۔ خلافت دینے کے وقت ہم کو نعمت اور اجازت پہنچی ہے وہ ہم نے آپ پہنچائی ہے آپ نے قبول کی۔ اسی طرح مرید اقرار کرے تین بار قبول کرائے۔

## فقیری تحفہ

میں نے ایک فقیر سے کہا مجھے گناہ کی بیماری ہے؟ کوئی علاج فرمائیں۔ فقیر نے کہا حسب ذیل نسخہ استعمال کریں۔ توبہ کی مصری، صبر کا پیالہ، توحید کے پتّے، ذکر کی ہڑ ہڑ، شریعت کی اوکھلی میں ڈال کر طریقت

کے ڈنڈے سے خوب باریک کرلیں۔ جب پس کر باریک ہو جائے تو حقیقت کی چھلنی میں چھانو۔ پھر معرفت کی ہانڈی میں رکھ کر عشق کے چولہے پر چڑھاؤ۔ جب پک کر تیار ہو جائے تو گناہ کے حلق میں ڈالدو۔ لیکن تین چیزوں کا پرہیز کرنا۔ تکبّر کی مولی، شرک کا پیاز، دغا کا چاول مت کھانا۔ اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ اپنے کرم سے محبت کلی عطا فرمائے۔ آمین

اب بھی جو رہے پیاسا یہ اس کا مقدّر ہے
تم نے تو بہا دیں نہریں مئے عرفاں کی

## رباعی

یا خدا تائب مرضیات کی توفیق کے
رکھ ثابت قدم اپنی اطاعت پر اسے
ہو عطا عشق و محبت اس گدا کے واسطے
رکھ محفوظ شرک و معصیت سے اسے خدا



کر اسلام و ایمان پر تو اس کا خاتمہ
اپنے مقبولان درگاہِ علا کے واسطے
اور خدّامِ مشائخ میں اسے محشور کر
از طفیلِ شافع صلی علیٰ خیر البشر





آل و اہل بیت پاک مصطفیٰ کے واسطے
اپنے مولا کے قدم کے سایہ کے نیچے جیوں
اور مرنا ہو تو انکے آستانہ پر مروں
زندگی و موت ہو ان کی رضا کے واسطے



رحم کر مولا تو ذاتِ کبریا کے واسطے
دے رہا ہوں تجھ کو اتنے اصفاء کے واسطے
مرضی پہ تری راضی برضا ہوں
پیر و مرشد سید عابد علی شاہ کے واسطے



# التجاءدعائے خیر

یہ خادم حافظ محمد صابر عابدی قادری چشتی ابوالعلائی آپ حضرات سے التجا کرتا ہے کہ اس عاصی گناہ گار کے لیے بھی دعائے خیر کریں تا کہ نجات کا باعث ہواور خداوند کریم غفورالرحیم اپنے فضل وکرم سے میرے پیرمرشد کی نسبت کوتا قیامت جاری وساری رکھے اوراس غلام سے وہ کام لے جس میں دن ودنیا کی بھلائی ہوخدااوراس کا رسول ہم سے راضی رہےاورہم اس کی رضا میں راضی رہیں۔رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ذلک لمن خشی ربہٗ

وما علیناالا البلاغ

حافظ محمد صابرصاحب عابدی قادری چشتی ابوالعلائی ٹونکی،

بمقام جے پورراجستھان ۲۷/ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ

میں تو محتاج کرم ہوں کیا مری اوقات ہے
آپ تو آقا ہیں مرے آپ کی کیا بات ہے

یہ اداسی ٔ راہ ِ منزل اور یہ شکستہ پائی
میں تھک کے بیٹھ جاتا تیری یاد کام آئی

